نگارِ رحمت
حاصل سنبھلی
قرطاس پر قلم کا جو یہ شاہکار ہے
حاصل نگارِ رحمت پروردگار ہے

نگارِ رحمت

مجموعۂ نعت

قطعہ

پہلے دل نے نامِ احمدؐ اپنی آنکھوں سے لکھا
پھر عقیدت کی ادا بن کر اسے سجدہ کیا
آستانِ مصطفیٰؐ سے دُور رہنے کے سبب
چشمِ پُرنم میں جو قطرہ تھا وہ اب دریا ہوا

حاصل سنبھلی

کتاب : نگارِ رحمت

مصنف: حاصل سنبھلی

اشاعت اول : ۱۹۹۳ء

تعداد : چھ سو ۶۰۰

طباعت:

کتابت : سراج الدین ساجد

قیمت : ۴۰ روپے

ناشر :

ملنے کا پتہ

وی ۹ ویلکم سیلم پور دھلی ۵۳

شاعرِ کارآگاہ

پروفیسر عنوان چشتی

سجادہ نشین : درگاہ حضرت شاہ ولایت منگلوریؒ

سربراہ : شعبہ ہائے انسانیات ولسانیات جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی۔

"نعت" محض ایک لفظ نہیں۔ بلکہ ایک تاریخ۔ ایک تہذیب، ایک صنفِ سخن اور گہوارۂ ایمان ہے۔ سرکارِ دوجہاں حضورِ اکرم محمد رسول اللہ صلعم نے اپنی مدح کے لیے، پہلی بار اس لفظ کو، خود ہی استعمال کیا تھا۔ جب کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ مولائے کائنات حضرتِ علیؓ نے اپنے لیئے، وصفِ رسول بیان کرتے ہوئے لفظ "ناعت" کا استعمال کیا تھا۔ اس لیے "نعت" ایک مقدس اور محترم صنفِ شعر ہے اور مدّاح رسول ہونا یعنی حضورؐ کا ناعت ہونا اپنی جگہ بہت بڑی بات ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ حاصلؔ سنبھلی صاحب نے دلکش نعتیں لکھ کر خود کو ناعتِ رسول ثابت کیا ہے۔ اور اپنے اس صنف کے ساتھ حتی المقدور انصاف کرنے کی کوشش کی ہے۔

ایک طرف نعت سرکارِ دوجہاںؐ کے عشق، مکارمِ اخلاق، روحانی و مادّی پہلوؤں کے اظہار اور قرآن و حدیث کی تعلیمات کی جامع اور مستند پیش کش پر منحصر ہے اور دوسری طرف شاعری کے فنی اور جمالیاتی تقاضوں کے بدرجۂ احسن پورا کرنے پر موقوف ہے۔ اس لیے فنِ نعت نگاری کو اپنی موضوعی اور فنّی خوبیوں کی بنیاد پر ایک دُو دھاری تلوار کہا جا سکتا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ حاصلؔ سنبھلی نے ایک شاعرِ کارآگاہ کی طرح اس فن کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔

حاصلؔ کی نعتوں میں، فنّی چابک دستی، فنکارانہ رکھ رکھاؤ، موضوعی تنوع اور روایت کی روشنی ملتی ہے۔ یہی خوبیاں حاصلؔ سنبھلی کی نعتوں کا جواز فراہم کرتی ہیں" نگارِ رحمت" اردو کی نعتیہ شاعری میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ انشاءاللہ یہ مجموعۂ سخن مقبول ہوگا۔

حاصل میرے دوست شاگرد ۴

کلیم شاہ آبادی

گلی نمبر ۔ سی ۳ ۴ ہ بین روڈ برہم پوری دہلی ۵۳ ۔

ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ لوگ اپنے شاگرد کو دوست کہتے ہوں ۔ اور ایسے شاگرد ملتے بھی بہت کم ہیں ۔ لیکن مجھے فخر ہے کہ مجھے ایسا ایک شاگرد حاصل ہے جسے میں دوست سمجھتا ہوں اور یہ اس کا حق بھی ہے ۔

میرے ایک مرحوم دوست انجم رحمانی نے غالباً ۱۹۷۰ء میں میری ملاقات محمد حنیف غافل سنبھلی سے کرائی تھی ۔ ایک دو ملاقاتوں کے بعد ایک دن وہ بغرض اصلاح میرے پاس آئے تو معلوم یہ ہوا کہ سنبھل کے اس شاعر کے استاد سنبھل کے مایہ ناز استاد شاعر غفور سنبھلی ہیں ۔ اور اب چونکہ حنیف غافل نے سکونت تبدیل کر کے دہلی رہنے کا فیصلہ کر لیا تھا لہٰذا استاد کی اجازت سے میرے پاس آئے تھے ۔ ایک دو ملاقاتوں میں ہی مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ بظاہر معمولی شکل وصورت اور معمولی اشعار کہنے والے اس شخص کے اندر شاعری کا ایک سمندر چھپا ہوا ہے ضرورت صرف ایک چھوٹے سے سوتے کو باہر نکالنے کی ہے پھر دیکھتے دیکھتے تمام سمندر خود اپنا راستہ بنا کر باہر آجائے گا ۔ لہٰذا میں نے اس تجربے کے پیشِ نظر غافل کو اپنے ارشد تلامذہ میں شامل کر لیا ۔ اور اس سلسلے کا سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ان کو تخلص بدلنے کا مشورہ دیا اور انھوں نے میری خواہش کے احترام میں اپنا تخلص غافل سے حاصل کر لیا ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ میرے پاس آنے سے پہلے بھی وہ رواں دواں تھے ۔ لہٰذا مجھے کوئی زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی ۔ اور اگر کرنی بھی پڑی تو یہ کہ وہ ایک ناتراشیدہ ہیرے کی شکل میں میرے پاس آئے تھے میں نے ان کو تراش کر ایک شکل نگینے کی دی ہے اس سے ان کی چمک بھی دوبالا ہو گئی ۔ فن پر ان کی گرفت بھی مضبوط ہو گئی اور اب وہ پختہ کلام کہنے لگے ہیں ۔ حاصل سنبھلی کی گھٹی میں مذہبیات پڑی ہوئی ہے ۔ اور خاص کر عشقِ رسولؐ کی دیوانگی کا تو یہ عالم ہے کہ ان کی غزلوں میں بھی اکثر اشعار نعت

کے نکل آتے ہیں۔ اور اسے ان کی عقیدت کہیں یا امداد رسولؐ کے ان کا پہلا مجموعۂ کلام "نگارِ رحمت" بھی نعت کا مجموعہ ہے

حاصل سنبھلی کا طرزِ تحریر تصنع سے پاک سادہ واضح اور پُر زور ہے۔ وہ اپنے مافی الضمیر کو دوسروں تک پہنچانے کی حیرت انگیز صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان کی شاعری تکلف، بناوٹ، اور عبارت آرائی سے بالکل پاک ہے ان کے اسلوبِ بیان وزبان میں دلکشی پائی جاتی ہے۔ ان کے یہاں الفاظ و تراکیب کی عمدہ تراش خراش بھی ملتی ہے۔ اور زبان کی سادگی اور صفائی بھی حاصل الفاظ کے استعمال سے طرزِ بیان میں ندرت پیدا کرتے ہیں۔ کلام میں تلمیحاتی اشعار کی بہتات ہوتی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ تاریخ پر ان کی گہری نظر ہے۔ قرآن کریم کے مفاہیم بھی اکثر اشعار میں نظم کئے ملیں گے۔

مجھے خوشی ہے کہ حاصل نے اپنی محنت سے جس مقام کو پانا چاہا تھا جس پر ان کا حق تھا ان کو مل گیا ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اس مجموعۂ کلام کو ہر خاص و عام میں مقبول کرے۔ **آمین**

حاصل سنبھلی اور بارگاہِ رسالت مآب میں اُن کا نذرانہ

نظمی سکندرآبادی

سی ۱۵ ۔ گلی نمبر ۱۶، نارتھ گھونڈہ، دہلی ۵۳

تاریخ ۵ ر جولائی ۹۳ء

حاصل سنبھلی کا نام محمد حنیف انصاری، حاصل تخلص اور وطن سنبھل ضلع مرادآباد یوپی ہے حاصل صاحب حضرت عبدالغفور خاں صاحب (ایڈوکیٹ) غفور سنبھلی کے ارشد تلامذہ میں ہیں۔ تاہم استاد محترم کی وفات کے بعد سے وہ حضرت کلیم شاد آبادی سے مشورۂ سخن کرتے ہیں۔

میں حاصل صاحب کو رواں صدی کی گزشتہ تین دہائیوں سے جانتا ہوں۔ وہ دہلی کے اُردو حلقوں کی جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ تقسیم ہند کے بعد اُردو دشمنی کے سخت ترین دور میں، دہلی کے جمنا پار علاقہ کو اُردو ادب کی قندیل سے منور رکھنے والوں میں حاصل صاحب سرِفہرست ہیں۔ انھوں نے ویلکم سیلم پور اور برہم پوری میں شعری نشستوں کے علاوہ متعدد بڑے مشاعروں کا بھی انعقاد کیا ہے۔

نعت گوئی عربی زبان سے فارسی زبان میں اور فارسی سے اُردو زبان میں آئی ہے۔ قدیم شعراء کے علاوہ۔ حالی۔ اقبال۔ امیر مینائی۔ اصغر۔ جگر۔ احسن مارہروی بہزاد اور بیدل لکھنوی نے نعت گوئی میں جولانئ طبع کے خوب جوہر دکھائے ہیں۔ نعت گوئی جہاں باعث اجر و ثواب اور موجب خیر و برکت ہے وہاں باعثِ تسکین روح بھی ہے۔ اور یہ سعادت صرف اُسی کو حاصل ہوتی ہے جس پر باری تعالیٰ کا خصوصی کرم ہوتا ہے۔ ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حاصل صاحب نعت، سلام، غزل، نظم اور قطعات سبھی کچھ کہتے ہیں لیکن مزاجاً وہ نعت گوئی سے بہت زیادہ قریب ہیں، تقویٰ، پارسائی، صدق اور خلوص ان کے نمایاں اوصاف ہیں۔ ان کا دل سرکارِ دو عالم، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت سے لبریز و معمور ہے وہ کتاب سنت کی روشنی میں زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں اور اسی کو صراطِ مستقیم سمجھتے ہیں۔

پھر دیکھیں کس طرح نہ ملے ساحلِ امید
کشتی کا مصطفےٰ کو نگہباں بنائیے

حبیب کبریا کی رہ گزر کو ہم نے جب چھوڑا ہماری پیش قدمی کے لیے دنیا کے غم پہنچے

آج کے پُر آشوب دور میں زمانے کی ستم کوشیوں کے باوجود اپنی تباہیوں کا گمان بھی جس سرسے نہ گزرے وہ سر کسی ایسے شخص ہی کا ہو سکتا ہے جو اپنے دین کا دامن مضبوطی کے ساتھ تھامے ہو اور اپنے آقا کے کرم پر یقین کامل رکھ کر کارزار ہستی میں سرگرم عمل ہو۔

اعلان یہ کر دو کہ غلامانِ نبی ہیں دنیا سے مٹانا ہمیں آسان نہیں ہے

عام طور پر نعتیں پرانے رنگ و آہنگ میں لکھی جاتی ہیں۔ بہت کم سخنور ہیں جنھوں نے غزل کے طرح نعت کے رنگ و آہنگ کو بدل کر اس کی دلکشی اور تاثر میں اضافہ کیا ہے۔ حاصل صاحب کے یہاں اکثر جگہ شعوری طور پر یہ کوشش ملتی ہے۔ انھوں نے جہاں یہ کوشش کی ہے وہ اپنے تجربہ میں کامیاب رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

کلی کا رنگ کھلے گل کا پیرہن مہکے نبیؐ کا ذکر اگر ہو تو کل چمن مہکے

پڑھیں درود جو ہم نام مصطفیٰؐ سن کر ٭ خیال مہکے زبان مہکے اور سخن مہکے

درحقیقت نعت گوئی بارگاہِ رسالت مآب میں صمیم قلب کے ساتھ اپنی محبت اور عقیدت کے پھول پیش کرنے کا نام ہے۔ نعت غزل کے لہجے میں شاعر کے خلوص کا مظہر ہوتی ہے۔ ایسی صنف سخن کو فنی آداب کے ساتھ شاعر کا جتنا زیادہ خلوص مل جائے گا اتنا ہی اس کا تاثر بڑھ جائیگا۔ حاصل صاحب اپنے نعتیہ کلام میں فکر و فن کی تمام لطافتوں کے ساتھ کہیں بھی آداب بندگی اور عجز و انکسار سے تجاوز نہیں کرتے۔ ان کی ہر نعت سے بیش از بیش خلوصِ اظہار کا احساس ہوتا ہے۔ وہ اس دشوار رہ گذر سے بڑی سلامت روی کے ساتھ گزرے ہیں۔ ان کے کلام سے عبودیت اور بندگی کی کیفیت آشکار ہے۔

جمالِ شافعِ محشر نہ دیکھ لیں جب تک ہماری آنکھیں نہ ہونگی شمار آنکھوں میں

لحد میں اُس سے نکیرین کچھ نہیں کہتے ٭ جو اُن کے چاہنے والا دکھائی دیتا ہے

جس کے لیے ہوئی تھی یہ آرائشِ چمن ٭ عالم مہک رہا ہے ابھی اس گلاب سے

حاصل صاحب اپنا نعتیہ کلام "نگارِ رحمت" کے نام سے منظرِ عام پر لانا چاہتے ہیں۔ میں بارگاہِ ایزدی میں دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ دونوں عالم میں اِن کی کوشش و کاوش کو قبولیت کا شرف بخشے۔ آمین

شاعر بنتا نہیں پیدا ہوتا ہے

چنانچہ ...... ۱۹۳۲ء کو تاریخی شہر سنبھل کے محلہ کوٹ غربی میں جناب حافظ چھدن صاحب کے یہاں ایک شاعر نے جنم لیا۔ طفلی کی منزلیں طے ہوئیں ہوش مندی کا سفر شروع ہوا۔ ساتھ لائے ہوئے شاعرانہ تخیل نے گدگدایا۔ سنبھل کی ادبی محفلوں کی آوازوں نے اس تخیل کو پرواز بخشی۔ مصرعے دل پر اترنے اور زبان پر آنے لگے۔ ہوش مند طبیعت نے اس راہ کے رہبر کی تلاش کی اس تلاش میں اس مبتدی شاعر کو کہیں دور نہ جانا پڑا اپنے ہی محلہ میں فخر سنبھل استاد الشعراء حضرت غفور سنبھلی (مرحوم) کا آستانہ مل گیا۔ اب یہ محمد حنیف انصاری المتخلص بہ غافل سنبھلی موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فخر سنبھلی نے محمد حنیف کو غافل نہیں عاقل پایا اور اپنے تلامذہ میں شامل ہونے کا فخر عطا کیا ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۴ء تک شاگرد نے اپنے شاگرد رشید ہونے کا اور استاد نے اپنی محبتوں اور کامیاب توجہ کا حق ادا کر دیا۔ شاگرد کی لگن اور موصوف کی کرم فرمائی بہت جلد غافل کو ہوشمندوں کی محفل میں لے آئی۔ ادبی محفلوں میں غافل کو جگہ ملنے اور یاد کیا جانے لگا۔ غافل کو غزل سے زیادہ۔ حمد، نعت و منقبت کہنے کا شوق تھا مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے اس ہونہار شاعر کو پہلی مرتبہ یا تو سنبھل کی کسی نعتیہ بزم میں یا اپنے یہاں کے ہونے والے سالانہ مشاعرے میں سنا۔ اور خوب ہی خوب پایا۔

ذریعۂ معاش دہلی میں ہونے کی وجہ سے ۱۹۶۴ء میں غافل کو آبائی وطن ترک کرنا پڑا اور ۱۹۶۵ء سے مستقل طور سے دہلی سکونت اختیار کر لی لیکن استاد محترم کے دامن کو نہ چھوڑا البتہ ۱۹ء میں حضرت غفور سنبھلی کی وفات کے بعد غافل نے اپنا کلام حضرت کلیم شاہ آبادی کو دکھانا شروع کر دیا۔ اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ حالانکہ اب وہ پختہ کار شاعر ہیں۔

حضرت کلیم شاہ آبادی کے ایما پر ۱۹۷۸ء میں غافلؔ نے اپنا تخلص بدل کر حاصلؔ کر لیا جو بہر حال پہلے تخلص سے مناسب ہے۔

دہلی کے ادبی حلقہ میں لوگ حاصلؔ سنبھلی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ہر بزم میں ان کی شرکت ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ خود بھی کسی انجمن کے صدر، کسی کے سکریٹری، کسی کے مشیر ہیں۔

میں ان کے اس مجموعہ کو پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حاصلؔ ایک کامیاب فن کار۔ ایک جدت پسند اور زبان و بیان پر قابو رکھنے والے شاعر ہیں۔ کچھ اور لکھتا لیکن میرا زیادہ لکھنا وطن دوستی پر محمول ہو سکتا ہے۔

خداوند کریم ان کے اس مجموعہ کو جو ان کی پہلی کوشش ہے کامیابی اور مقبولیت عطا فرمائے۔ آمین رب العالمین۔

چونکہ مجموعہ سرکارِ رسالت۔ افضل البشر، رحمتِ عالم کی مدح و ثنا میں ہے اس لیے تمام ہی اشعار کا مرتبہ یکساں بلند اور عظمت کا حامل ہے۔ اس لیے نمونہ کے اشعار میں انتخاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

عاصی پُر معاصی

معجزؔ سنبھلی

شمس رمزی

صدر: اردو تہذیب دہلی۔

حاصل سنبھلی میرے بزرگ دوست ہیں۔ انھوں نے ابتدائی مشق سخن کے دور میں حضرت غفور سنبھلی سے استفادہ کیا تھا۔ اس کے بعد انھوں نے سنبھل کو خیر آباد کہہ کر دہلی سکونت اختیار کی۔ تو اپنے استاد اوّل کے ہدایت و مشورے سے دہلی کے ممتاز شاعر جناب کلیم شاہ آبادی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔

حاصل سنبھلی چونکہ استادی شاگردی کی روایت سے وابستہ ہیں اس لیے ان کی شاعری میں صحت زبان و بیان الفاظ کا رکھ رکھاؤ معنی آفرینی تراکیب کی پابندی تشبیہ و استعارہ اور وہ تمام خوبیاں ملتی ہیں۔ جو اس روایت کے ایک اچھے شاعر کے یہاں پائی جاتی ہیں۔

حاصل سنبھلی نے تمام اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے لیکن بنیادی طور پر وہ نعت کے شاعر ہیں۔ "نگار رحمت" ان کی نعتیہ شاعری کا پہلا مجموعہ ہے۔ جسے میں نے سرسری طور پر دیکھا ہے۔ نعت مشکل اصناف سخن میں سے ایک ہے۔ اس لیے "نگار رحمت" کی نعتوں کو میں چند نعت گو شعرا کے تقابلی تجزیے کے ساتھ پیش کرنا بہتر سمجھتا ہوں۔

شعر اعلیٰ حضرت محمد احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

طور پر کوئی کوئی چرخ پہ یہ عرش سے پار
سارے بالاؤں پہ بالا رہی بالائی دوست

شعر حاصل:
کوئی چوتھے فلک پہونچا تو کوئی طور سینا تک
فراز عرش اعظم تک فقط شاہ امم پہونچے

شعر اعلیٰحضرت:
تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھر تھرا کر رہ گیا

شعر حاصل:
گونجی صدا مدینے میں جب لا الٰہ کی
کعبے میں بھی نہ تین سو تیرہ صنم رہے

شعر اعلیٰحضرت : جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کے وہ ہے
نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی

شعر حاصل : یارب تو ان کا روضۂ اقدس دکھا مجھے
جن کا اشارہ پا کے ہوا ماہتاب دو

شعر ابر احسنی : نظر سے مری ابرؔ جنت گرا دی
مبارک مدینے کی سرسبز وادی

شعر دلاور : دل میں ہے اشتیاق مدینے کی دید کا
زنہار مجھ کو خواہش باغ ارم نہیں

شعر حاصل : جنت الفردوس کیا ہے بعد کی باتیں ہیں سب
تم تخیل میں دیار مصطفٰے دیکھا کرو

شعر معجز سنبھلی : ہے یقیں میرے لیے جنت کے در کھل جائیں گے
مجھ کو بھی لکھ دے مورخ ان کے دربانوں کے ساتھ

شعر حاصل : جو بادۂ رسول سے سرشار ہو گئے
جنت کی نعمتوں کے وہ حقدار ہو گئے

شعر ابر احسنی : یہ دھیان رہے مرگ جنونِ غم احمد
ہو بہر کفن گوشۂ دامانِ مدینہ

شعر حاصل : اے غم گساروں لکھ دو شہ انبیاؑ کا نام
میرے کفن پہ باب حرم کی نقاب سے

شعر ابر احسنی : اسلام دے کے ہم کو خدا سے ملا دیا
قربان ابرؔ اس کرم بے شمار کے

شعر حاصل : کیوں نہ ہم قربان ہو جائیں شہ کونین پر
آپ نے بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھلا دیا

شعر ابر احسنی : رسول خدا کا تو کہنا ہی کیا ہے
غلاموں نے لاکھوں کی بگڑی بنا دی

شعر حاصل: آقائے دین کا کوئی احوال لیا ہے
اللہ سے دلاتے ہیں ان کے غلام بھی

شعر ابر احسنی: بصد شوق اقتضی ہیں ہو گی جماعت
تمام انبیاءؑ کے امام آ رہے ہیں

شعر حاصل: حکم تھا حق کا فرشتوں کو ادب سے رہنا
عرش پر آج رسولوں کے امام آتے ہیں

شعر آثم بریلوی تلمیذ امیر مینائی: اس مے کا بعد مرگ بھی باقی رہے خمار
زاہد سے بھی کہو کہ پیئے اس شراب کو

شعر حاصل: اس لیے مست نظر آتے ہیں پینے والے
بادۂ عشق نبی میں ہے خمار رحمت

شعر عتیق اللہ خاں امید: خدا ہی جانے کیسی دلکشی ہے سبز گنبد میں
اسی کو دیکھے جاتے ہیں برابر دیکھنے والے

شعر حاصل: بخش دے عشق محمد جو ہمیں بینائی
روضۂ پاک کو ہم جا کے برابر دیکھیں

شعر امیر الدین امین تلمیذ خواجہ آتش:
خبر کس کے آنے کی ہے سوئے جنت
کہ حوروں میں اب دھوم شادی مچی ہے

شعر حاصل: ملائک سے کہا حق نے یہ شب اسریٰ
قدم قدم پہ محمد کا احترام کرو

شعر محمد مبین بدر: ہو نہ شام منزل طیبہ اگر تقدیر میں
کتنی ہی روشن ہو صبح زندگی اچھی نہیں

شعر حاصل: میری قسمت میں در شاہ نہیں جب یارب
کس لیے پھر مجھے جینے کی سزا دیتا ہے

شعر عبدالرزاق خاں رزاقؔ ممتاز نعت گو صاحب دیوان شاعر

منہ ترا اور جناب کی تعریف
سوچ رزاقؔ ہے خیال کہاں

شعر حاصلؔ : مقدور ہے کہاں یہ شہہ دوسرا مجھے
میری زباں سے آپکی شرح حیات ہو

شعر آثمؔ تلمیذ امیر مینائی : شیدائے مصطفےٰ ہوں مرا شغل نعت ہے
کچھ جانتا نہیں ہیں عذاب و ثواب کو

شعر حاصلؔ : نعت رسول کہنے کے جذبے میں گم رہو
حاصلؔ تمہارے ہاتھ میں جب تک قلم رہے

شعر مولانا محمد اشفاق علیؔ شبیہ پاک احمد سامنے ہو جان جب نکلے
الہٰی میری آنکھوں کی یہی تجھ سے تمنا ہے

شعر حاصلؔ : جمالِ شافع محشر نہ دیکھ لیں جب تک
ہماری آنکھیں نہ ہوں گی شمار آنکھوں میں

شعر حضرت مولانا حامد رضا خاں بن اعلحضرت :

اسی تمنا میں دم پڑا ہے یہی سہارا ہے زندگی کا
بلالو مجھ کو مدینے سرور نہیں تو جینا حرام ہو گا

شعر مولانا سید ابوالحسنؔ : نہ ہو تاخیر کچھ مجھ کو مدینے کے پہونچنے میں
اگر ہو آپ کا کچھ بھی اشارہ یا رسول اللہ

شعر حاصلؔ : روضہ پہ اب تو شافع محشر بلایئے
بیتاب ہے نظر بھی دلِ زار کی طرح

شعر غلام جبار خوشنودؔ : ہے اوج میں کون اپنے پیمبر کے برابر
بیٹھے شب معراج میں داور کے برابر

شعر حاصلؔ : کس کی خاطر پردۂ خلوت اٹھا معراج میں
کون تھا شاہ دو عالم کے سوا معراج میں

اس تقابلی تجزیے سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ دوسرے نعت گو شاعروں کے کلام کی طرح حاصل سنبھلی کا کلام بھی اپنی جگہ اہم ہے اور اس میں نعت گوئی کی بہت سی خوبیاں موجود ہیں۔ اب میں "نگارِ رحمت" سے چند شعر اور بغیر تقابل کے پیش کر رہا ملاحظہ کیجیے۔

یہ کسے معلوم تھا دنیا میں اک دن ہم
عظمتِ انسانیت فخرِ بشر ہو جائے گا

گلاب مہکے سمن مہکے نسترن مہکے
کھلے جو نام محمدؐ پہ وہ دہن مہکے

پڑھیں درود جو ہم نام مصطفےٰ سن کر
خیال مہکے زبان مہکے اور سخن مہکے

جن پہ رہتا ہے ذکر حبیب خدا
وہ دہن محترم وہ زبان محترم

جس کی خلوت میں پہونچے حبیب خدا
وہ مکیں محترم وہ مکاں محترم

اعلان یہ کر دو کہ غلامانِ نبی ہیں
دنیا سے مٹانا ہمیں آسان نہیں ہے

تم سے کترا کر گزر جائیں گے طوفانِ الم
دل میں عشقِ عظمتِ شاہِ امم پیدا کرو

ہو مقدر سے اگر قربِ مدینہ حاصل
نازِ تقدیر پہ سو بار کریں گی آنکھیں

اس انتخاب سے حاصل کے ذہنی و خیالی اور مذہبی نظریات کا اندازہ آپ بخوبی لگا سکتے ہیں۔ حاصل سنبھلی ایک اچھے نعت گو شاعر ہیں۔ انھوں نے اپنی تخلیقی طاقت اور لسانی شعور کا سہارا لے کر ایک طرف نعت گوئی کے تقدس اور دوسری طرف شاعری کے فنی تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کی ہے۔ اس کوشش میں وہ اکثر مقامات پر کامیاب ہیں۔

مگر کہیں کہیں ان کا سمندِ تخیل جذبات و افکار کا بوجھ نہیں اٹھا سکا ہے۔ مجموعی طور پر یہ مجموعۂ نعت صاحبانِ بصیرت کے لیے خاصے کی چیز ہے۔ میری دعا ہے کہ موصوف کا کلام قبولیت کا شرف حاصل کرے۔

ادیب
[illegible]
یکم اگست ۹۳ء

شاعرِ نگارِ رحمت

شعیب رضا

ایم۔فل۔شعبۂ اُردو۔دہلی یونیورسٹی۔دہلی ۳۱ جولائی ۹۲

اس جہانِ رنگ و بُو میں لوگ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں مگر کچھ لوگ اپنا مختصر عرصۂ حیات اس طرح بسر کرتے ہیں کہ ان کی زندگی دوسروں کے دُکھوں کا مداوا، غموں کی تسکین اور ذہنوں کی آبیاری میں بسر ہوتی ہے۔ جس کام کو وہ اپنے ذمّے لیتے ہیں اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا کر ہی دم لیتے ہیں اور وہ بھی ایسی خندہ پیشانی سے کہ حیرانی ہو۔ ایسی ہی صاف و شفاف دل، آواز میں نرمی، خلوص میں گرمی، مزاج میں شیرینی، عاجزی، انکساری و خاکساری کی ایک مجسّم تصویر کا نام محمد حنیف حاصل سنبھلی ہے۔

بنیادی طور پر حاصلؔ ایک مذہبی انسان ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں بے راہ روی اور انتشار کو کوئی دخل نہیں ہے۔ ان کا کلام شروع سے آخر تک ایک ہموار شخص کے ذہنی ارتقا کا ترجمان ہے۔ ان کی نعتوں میں جن کیفیات و تجربات کی عکاسی ملتی ہے ان میں تکمیل ہے۔ اس لیے اشعار میں کہیں بھی ابہام یا انتشار پیدا نہیں ہوتا۔ اور وہ ادبی پیکر میں اس طرح ڈھل جاتی ہے کہ ان کی تاثیر و دلکشی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

فنِ نعت نگاری ایک مشکل فن ہے جس میں بہت سی لغزشیں ہو سکتی ہیں۔ اور اکثر لوگوں کے یہاں ہوتی بھی ہیں شاید اسی کے پیشِ نظر حاصل سنبھلی نے اس موجِ بلاخیز اور پُر آشوب دریا کے منجدھار میں اپنی ناؤ نہیں ڈالی اور کنارے کنارے ایک گھاٹ سے دوسرے گھاٹ صحیح سلامت جا اترے۔ ادب میں ایسی دُور اندیشی بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے اور وہ بھی نعت نگاری میں جس کا جذبات سے سیدھا رشتہ ہوتا ہے۔

نگارِ رحمت حاصل سنبھلی کی بانوے ۹۲ نعت کا ایسا گلدستہ ہے جس میں سات سو چھیاسی ۷۸۶ اشعار ہیں۔ اور یہ حُسنِ ترتیب کی ایک عمدہ مثال تو ہے ہی پختہ عقیدت کی دلیل بھی ہے اور اگر کوئی اس مجموعے میں فن اور ادب تلاش کرے تو اس شخص کے لیے میری ناقص رائے یہ ہے کہ کسی بھی تحریر کے ادبی ہونے کی شرط یہی ہے کہ وہ زندگی کی عکّاس ہو اور مقبولِ عام بھی اور نگارِ رحمت میں یہ دونوں خوبیاں موجود ہیں۔

مجھے امید ہے " نگارِ رحمت " اپنی تمام خوبیوں کے ساتھ راہِ نعت نگاری میں سنگِ میل کی حیثیت سے اِستادہ رہے گی اور آنے والی نسل اس سے استفادہ کرے گی۔ شعیب رضا ۳۱ جولائی ۹۲

عرضِ شاعر

کسی دوسرے انسان کا تعارف کرانا آسان ہے لیکن خود اپنا تعارف کرانا دنیا کا سب سے مشکل کام ہے۔ اس کا اندازہ مجھے اس مرحلے سے گذرنے میں ہو رہا ہے۔ بچپن سے اب تک یعنی ۸۱ سال کی عمر تک کے واقعات اس طرح بیان کرنا کہ اس میں حقیقت سے روگردانی بھی نہ ہو اور تسلسل بھی برقرار رہے۔ واقعی ایک مشکل ترین کام ہے۔ اس کے علاوہ اپنے بارے میں لکھتے ہوئے خود تشہیری کے دھبے سے دامن آلودہ بھی نہ ہو یہ کام اور بھی مشکل ہے۔

سنبھل اتر پردیش کا ایک مردم خیز قصبہ ہے جو میری جائے ولادت ہے میرا سنہ ولادت ۱۹۳۲ء ہے والد نے میرا نام محمد حنیف انصاری تجویز کیا۔ میری پیدائش کے صرف ڈیڑھ سال بعد میرے والد بزرگ کا سایہ میرے سر سے اٹھ گیا۔ اس دوران مجھے اور کئی دل خراش صدموں سے دوچار ہونا پڑا والد کے بعد میری والدہ ماجدہ اور پھر دادی صاحبہ کی وفات نے مجھ سے میرا بچپن چھین لیا۔ اور بہت جلد میں زندگی کی تلخ حقائق کا مقابلہ کرنے والوں کی صف میں شامل ہو گیا۔ اس پریشانی کے عالم میں میرے دادا جناب چاند میاں نے مجھ یتیم کو اپنے سینے سے لگایا۔ مجھے بچپن میں ہی اتنے غم جھیلنے پڑے کہ میں غموں کا خوگر ہو گیا۔ اور حساس ہونے کے سبب خستگی و بیچارگی کا پیکر ہو کر رہ گیا۔

میں نے پانچ یا چھ سال کی عمر میں جناب سیّد حافظ اچھّن صاحب اور پھر حافظ نیاز احمد صاحب کی زیر نگرانی کلام پاک کا ناظرہ مکمل کیا۔ سنبھل میں ان دنوں شاعری

کا بڑا چرچا تھا۔ لہذا میں بچپن سے ہی مشاعروں میں بڑے شوق سے جاتا تھا۔ اور اس کا
اثر یہ ہوا کہ بہت جلد میں خود بھی اشعار کہنے لگا۔ اور غافلؔ تخلص رکھ لیا۔ یہ سلسلہ بہت
دنوں تک بغیر اصلاح کے چلتا رہا۔ یوں تو میں نے شروع سے ہی ہر صنفِ شاعری میں طبع
آزمائی کی ہے۔ لیکن طبیعت نعت گوئی کی طرف زیادہ مائل رہی لہذا میں نے
اس صنف میں زیادہ سے زیادہ کوشش کی ۱۹۵۸ء میں سنبھل کے ایک ممتاز شاعر استاد
غفور سنبھلی ایڈوکیٹ کی خدمت میں بغرضِ اصلاح حاضر ہوا انھوں نے بڑی خندہ پیشانی
سے میری گذارش قبول فرمائی اور نہایت محبّت وشفقت سے تا حیات مجھے فن کے
آداب سکھاتے رہے۔ سنبھل کے ادبی حلقے میں میری پہچان استاد نے ہی کرائی۔ ان دنوں
سنبھل کے ممتاز شاعروں میں جناب محفوظ علی خاں، ڈاکٹر مقصود علی نمکین، جناب ٹھیکیدار
منوّر خاں، جناب اعجازؔ وارثی، جناب معجزؔ سنبھلی، جناب حافظ محمد عمر، جناب حافظ ظفر اشک
وغیرہ تھے۔ مجھے تقریباً ان تمام شعرا کے ساتھ نشستوں اور مشاعروں میں شریک ہونے کا
فخر حاصل ہے۔ ۱۹۶۴ء میں مجھے تلاش معاش دہلی لے آئی۔ اتفاقاً یہاں ایک ادبی
نشست میں ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوگئی جس کو اردو دنیا انجم رحمانی کے نام سے
جانتی ہے۔ وہ خود ایک اچھا شاعر تو تھا ہی، نئے شاعروں کی پذیرائی بھی خندہ پیشانی سے
کرتا تھا۔ یعنی وہ شاعر ہی نہیں شاعر گر بھی تھا۔ شاید عمر نے اس کے ساتھ وفا نہ کی یا وہ خود
ہی زندگی سے متفکر ہوکر نوجوانی میں ہی عدم آباد روانہ ہوگیا۔ جو بھی ہو۔ اس کی یاد جب آتی ہے
دل تڑپ اٹھتا ہے۔ انجم مرحوم نے ہی میرا تعارف جناب کلیم شاہ آبادی سے کرایا تھا (استاد
کلیم شاہ آبادی دہلی کے ادبی حلقے میں محتاجِ تعارف نہیں) چونکہ میں نے دہلی میں مستقل سکونت
اختیار کرلی تھی لہذا استاد غفور سنبھلی کے یہاں حاضر ہونے کے مواقع کم ہوگئے۔ اب
استاد کی اجازت سے میں نے کلیم شاہ آبادی کو اپنا کلام دکھانا شروع کردیا۔ یہ سلسلہ تا
دمِ تحریر جاری ہے۔ ان دونوں استادوں کی جتنی محبت مجھے ملی ہے اور جس طرح انھوں
نے میری رہنمائی کی ہے اس کو بیان کرنا ناممکن ہے۔ صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ جہاں استاد
غفور نے مجھے چلنا سکھایا وہیں استا کلیم شاہ آبادی نے سنبھلنا سکھایا۔ استاد کے مشورے

پر ہی ہیں نے اپنا تخلص غافل سے حاصل کر لیا۔ اور آج دہلی کا ایک بڑا حلقہ مجھے حاصل سنبھلی کے نام سے جانتا ہے۔ دہلی کے کئی ادبی انجمنوں سے وابستہ ہوں اور مجھے دوستوں کا ایک بڑا حلقہ نصیب ہے۔ ان میں جو چند نام سرفہرست ہیں۔ وہ ہیں جناب ضیا خورجوی مرحوم، جناب نظمی سکندرآبادی، جناب وقار مانوی، صوفی اختر قدیری گیسوپوری، جناب شمس رمزی، جناب افضل کرنپوری، جناب احمد جان راز، جناب بی۔ ایل بسنت، جناب سیماب سلطان پوری، جناب خاطر سنبھلی، جناب سلطان نظامی، جناب شمس العارفین عارف، جناب ظفر مرادآبادی اور جناب شعیب رضا صاحب۔

آخر میں یہ بتاتا چلوں کہ میرا یہ نعتیہ مجموعہ "نگارِ رحمت" بانوے[۹۲] نعتوں پر مشتمل ہے اور اور اس میں سات سو چھیاسی[۷۸۶] اشعار ہیں جو محمدؐ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اعداد کا احاطہ کرتے ہیں۔

یوں تو میں نے شاعری کی تمام اصناف میں طبع آزمائی کی ہے لیکن میری تمام عمر مذہبیات کے غور و فکر میں گذری ہے۔ خدا کے پراسرار ربط و جذب قرآن و حدیث کی دلگداز تعبیر و تفسیر میں قصیدے نعتیں منقبتیں۔ دعائیں و مرثئے میرے فن کا خاصہ رہی ہیں۔ غزلیں بھی کثرت سے کہی ہیں۔ لیکن صرف محبوبِ خدا کی ذاتِ پاک کے صدقے میں سب سے پہلی کاوش "نگارِ رحمت" کی شکل میں منظرِ عام پہ آرہی ہے اگر اردو حلقے نے اس کی خاطر خواہ پذیرائی کی تو جلد ہی غزلیات کا مجموعہ "**لفظوں کی گونج**" بھی منظرِ عام پہ لاؤں گا۔ انشاء اللہ۔

خیر اندیش

حاصل سنبھلی ۹ - ۷

ویلکم دہلی ۱۱۰۰۵۳

اظہار تشکر

یہ بات کہہ رہے ہیں مری کاوشوں کے پھول
ہیں ناعتِ رسولؐ ہوں میں ناعتِ رسولؐ

میرے محسن جناب عنوان چشتی صاحب نے حضرتِ علیؓ کے زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے لفظِ "ناعت" کو "نگارِ رحمت" کے مضمون میں شامل فرما کر میری جو حوصلہ افزائی فرمائی ہے میں اس کے بارے میں کیا عرض کروں اور میرے کرم فرما استاد محترم جناب حضرت کلیم شاہ آبادی صاحب جناب حضرت معجز سنبھلی صاحب جناب حضرت نظمی سکندر آبادی صاحب اور جناب شمس رمزی صاحب اور میرے نوجوان دوست جناب شعیب رضا صاحب نے "نگارِ رحمت" کے لیے جو زحمتِ قلم اٹھائی ہے اللہ رب العزت سب کو جزائے خیر دے۔ میں تو بس اتنا کہہ سکتا ہوں کے:

یوں تو مری حیات کا حاصل نہ تھا کوئی
ان سب کے التفات نے حاصل بنا دیا

آپ کا مشکور و ممنون
حاصل سنبھلی

انتساب

میں اپنی یہ کتاب اپنے والدین اور اپنے
پھوپھا حاجی سراج الدین مرحوم نیز
اہل وعیال اور عزیز و اقارب کے نام
منسوب کرتا ہوں ۔

حاصل سنبھلی

حمد

ہر شئے سے یہ عیاں ہے کہ رب قدیر ہے
تیری نظیر کیا ملے تو بے نظیر ہے

یارب ہر ایک نام ترا دل پذیر ہے
ہر دم ترے کرم کا یہ طالب فقیر ہے

شاہ و گدا سبھی ہیں تیری بارگاہ میں
دنیا کرم پہ جس کے ہے تو وہ امیر ہے

ابدال ہو قطب ہو ولی ہو رسولؐ ہو
جو بھی ہے تیری ذات کے آگے صغیر ہے

دونوں جہاں پہ ہیں تری رحمت کی بارشیں
یا ربِ ذوالجلال تو ابرِ مطیر ہے

اس کو مٹا سکیں گی نہ دنیا کی گردشیں
جو تیرا ہو گیا ہے تو جس کا نصیر ہے

پھولوں میں ہے مہک تری تاروں میں تیرا نور
ہر آئینے میں آپ تو اپنی نظیر ہے

اس پر بھی چشمِ لطف و کرم اے مرے خدا
حاصل درِ رسول کا ادنیٰ فقیر ہے

جب سے آئی ہے نگاہوں میں نگارِ رحمت
رقص کرتی ہے ہر اک سمت بہارِ رحمت

بخش دے مجھ کو شرف شہ کی قدم بوسی کا
تیرے سائے میں ازل سے ہوں جوارِ رحمت

اس کے جلوؤں کی تمنائی ہیں آنکھیں میری
ناز فرماتی ہے خود جس پہ وقارِ رحمت

عالمِ ہوش کے آثار نظر آتے ہیں
لے کے جاتا ہے جدھر مجھ کو غبارِ رحمت

اس لئے مست نظر آتے ہیں پینے والے
بادۂ عشقِ نبیؐ میں ہے خمارِ رحمت

یہ تری چشمِ عنایت کا سبب ہے یارب
ابنِ آدم نے اٹھایا ہے جو بارِ رحمت

دولتِ عشقِ نبی بخشی ہے اس نے بیشک
کیوں نہ ہر شخص نظر آئے نثارِ رحمت

ناز ہو مجھ کو بھی تقدیر پہ اپنی حاصل
ہو جو عشاق میں مقبول نگارِ رحمت

فقط تھی ذاتِ کریم پہلے زمیں نہیں تھی زماں نہیں تھا
درودِ نورِ نبیؐ سے پہلے یہ سچ ہے باغِ جناں نہیں تھا

خُدا کی تھی صرف ذات تنہا نہیں تھا کوئی شریکِ محفل
نبیؐ سے پہلے کی بات ہے یہ مکیں نہیں تھے مکاں نہیں تھا

تڑپ رہے تھے جبیں میں سجدے مچل رہے تھے دلوں میں ارماں
ازل سے گم تھے جو تجھ میں اُن کو خیال سود و زیاں نہیں تھا

وجودِ آدم کا ذکر ہی کیا نہ چاند ہی تھا نہ تھے ستارے
نہ نکھرے جب تک نبیؐ کے جلوے کہیں خوشی کا نشاں نہیں تھا

بتایا رازِ کریم تم نے دکھائی راہِ سلیم تم نے
خُدا کی وحدانیت کا پہلے کسی کو وہم و گماں نہیں تھا

نہ پوچھو عظمت درِ نبیؐ کی ملک جھکاتے ہیں سر ادب سے
شفیعِ روزِ جزا سے پہلے خوشی کا نام و نشاں نہیں تھا

نظر کے معدوم تھے اشارے بجھے بجھے تھے سبھی نظارے
نہ تھی محبت جب ان سے حاصل تو کوئی ارماں جواں نہیں تھا

چمن کا ذکر نہ حور و قصور کی باتیں
مریضِ غم کو سناؤ حضور کی باتیں

وہ میکدہ ہو کہ کعبہ ہو یا صنم خانہ
کہاں پہ کرتے نہیں ان کے نور کی باتیں

گئے کلیم فقط کوہ طور تک لیکن
ہوئی ہیں عرش پہ حق سے حضور کی باتیں

ہوئیں وہ ختم محمدؐ کے نام پر آکر
چلیں جو بزم میں کیف و سرور کی باتیں

درِ حضور پہ جانے کی ہے اسے حسرت
سمجھ رہا ہوں دِل ناصبور کی باتیں

زمانہ ہو گیا نظروں میں خواب کا عالم
سمجھ میں آئی ہیں جب سے حضور کی باتیں

جب آپ آئے چمن میں بہارِ نو بن کر
گلوں میں ہونے لگیں رنگ و نور کی باتیں

اَدب سے بیٹھ اَدب کا مقام ہے حاصل
اب ہوں گی بزم میں میرے حضور کی باتیں

پہلے تو اُن سے نسبت تصمیم چاہیئے
پھر گلشنِ حیات کی تنظیم چاہیئے

کہلاؤں اُن کا جس سے وہ تکریم چاہیئے
خُلقِ نبیؐ ہو جس میں وہ تعلیم چاہیئے

بھر جائے گا یقین ہے پھر دامنِ اُمید
عظمت بس اُن کے عشق کی تسلیم چاہیئے

آغاز اپنے ہاتھ ہو انجام اپنے ہاتھ
راہِ عمل میں ایسی ہی تقدیم چاہیئے

ہر شخص یہ سمجھ لے شبہ انبیأ ہیں کیا
اس طور سے جناب کو تفہیم چاہیئے

مفہومِ زندگی کو سمجھنے کے واسطے
اللہ کے کلام کی تعلیم چاہیئے

تنقید ہو گی پھر کسی انساں پہ کارگر
پہلے کچھ اپنی ذات میں ترمیم چاہیئے

ہو گی رہِ حیات میں حاصل ہر اِک خوشی
دِل میں نبیؐ کی عظمت و تعظیم چاہیئے

شافعِ روزِ جزا پر دل سے جو شیدا ہوا
اس کے سر پر رحمتِ معبود کا سایا ہوا

جب بنامِ مصطفیٰ نورالہدیٰ پیدا ہوا
آدمیّت کا جہاں میں مرتبہ اونچا ہوا

یہ تو ممکن ہے کہ اِس دنیا کو اُس کی ہو طلب
چاہنے والا کب ان کا طالبِ دُنیا ہوا

رہبری کی آپ نے جس کی حبیبِ کبریا
پا گیا منزل کو اپنی راہ سے بھٹکا ہوا

جو بنائے ہر دو عالم ہیں خدا کے فضل سے
اُن کے جلوؤں سے منوّر دل کا آئینا ہوا

اُس کو دُنیا کی خبر ہے اور نہ عقبیٰ کا خیال
دل سے عشقِ مصطفیٰ میں جو بھی ہے ڈوبا ہوا

حشر میں آغوشِ رحمت اس پہ وا ہو جائے گا
دامنِ محبوبِ حق سے ہوگا جو لپٹا ہوا

شوقِ حسرت سے لرز اُٹھتا ہے شہرِ آرزو
جب مدینے دیکھتا ہوں قافلہ جاتا ہوا

ہو گئی حاصل پھر اُس کو دونوں عالم کی خوشی
اپنی خوش بختی سے جو بھی زائرِ کعبا ہوا

نظر میں وہ بیت الحرام آ رہا ہے
جھکا سر ادب کا مقام آ رہا ہے

تڑپنا محبّت میں کام آ رہا ہے
لبوں تک محمدؐ کا نام آ رہا ہے

یہ آنِ محمدؐ یہ شانِ محمدؐ
برابر خدا کا سلام آ رہا ہے

یقیں ہے ملے گی مجھے اپنی منزل
زباں پر جو نادر کلام آ رہا ہے

مجھے دیکھ کر حشر میں سب کہیں گے
وہ دیکھو نبیؐ کا غلام آ رہا ہے

سکوں اب ملے گا دلِ مضطرب کو
صبا آ رہی ہے پیام آ رہا ہے

جہاں بے خودی ہے عبادت میں شامل
رہِ عشق میں وہ مقام آ رہا ہے

چھلکتی ہے طیبہ(۱) کے ساغر میں وہ مے
جسے پینے ہر تشنہ کام آ رہا ہے

سنا آج پھر نعت کا شعر حاصل
حقیقت میں لطفِ کلام آ رہا ہے

ہم بھی پستی سے بلندی پہ مقدر دیکھیں
آستانِ شہہ والا کا جو منظر دیکھیں

کیسے راحت نہیں پاتا دلِ مضطر دیکھیں
اپنے سجدوں کو درِ شہہ پہ سجا کر دیکھیں

ناز فرمائے گی محشر میں شفاعت جن پر
بخت دکھلائے تو اُن کا رُخِ انور دیکھیں

جس کو مختارِ دو عالم نے فضیلت بخشی
کاش ہم لوگ نگاہوں سے وہ پیکر دیکھیں

مجرا کود

حق نے بخشی ہے جنھیں چشمِ بصیرت کامل
دل کے آئینے میں وہ نور کا پیکر دیکھیں

عظمتِ شاہ اُمم کے جو نہیں ہیں قائل
زاویے فکر و تجسس کے بدل کر دیکھیں

بخش دے عشقِ محمدؐ جو ہمیں بینائی
روضۂ پاک کو ہم جا کے برابر دیکھیں

ہوش مندی پہ جنھیں ناز ہے اپنی حاصل
بادۂ عشقِ محمدؐ کو وہ پی کر دیکھیں

ہو میسر جو کہیں صاحبِ عرفان ہونا
کام آجائے میرے میرا مسلماں ہونا

باعثِ فخر ہے بیشک یہ ہمارے حق میں
جان و دل سے شہِ ابرار پہ قرباں ہونا
اُن کے دیدار کا طالب ہے زمانہ لیکن
خوش نصیبی ہے غلامِ شہِ ذیشاں ہونا

دِل سے احکامِ شریعت پہ جھکا دے سر کو
صرف کافی نہیں شرمندۂ عصیاں ہونا

باعثِ فخر ہے رحمت ہے ہمارے حق میں
دِل میں عشقِ شہِ ابرار کا پنہاں ہونا

تو مسلمان تو ہے مان لیا یہ لیکن
ہے بڑی بات مگر عاملِ قرآں ہونا

آپ کی چشمِ کرم ہم پہ نہ ہو گی جب تک
مشکلوں کا نظر آتا نہیں آساں ہونا

یہ عنایت ہے فقط عشقِ نبی کی حاصل
ورنہ امکاں میں نہ تھا نیرؔ سخنداں ہونا

ادب سے بیٹھو سلیقے سے انتظام کرو
ہے ذکرِ عیدِ نبیؐ اس کا احترام کرو

گلِ امید نکھرنے کا اہتمام کرو
ہر اِک خوشی کو غمِ مصطفیٰ کے نام کرو

مٹا کے زندگی عشقِ نبی میں دیوانوں
خود اپنے آپ کو تم صاحبِ مقام کرو

اُٹھا کے پردہ ذرا اپنے روئے روشن سے
جو نا تمام ہے درماں اُسے تمام کرو

ملائکہ سے کہا حق نے یہ شبِ اسریٰ
قدم قدم پہ محمدؐ کا احترام کرو

تمام دن تو گذارا ہے عشقِ دنیا میں
قریب شام ہے نادانوں فکر شام کرو

ذرا سلیقے سے توصیفِ مصطفیٰ کرنا
کہیں پہ بیٹھ کے حاصل جو تم کلام کرو

چاکِ دل چاکِ جگر عشق میں سینے جاؤں
میں غلاموں کی طرح شان سے جینے جاؤں

یہ سعادت ہو مجھے ان کے کرم سے حاصل
زندگی بھر کے لیئے میں بھی مدینے جاؤں

جھلملاتے ہیں جو چوکھٹ پہ شہہ بطحا کی
چومنے آنکھوں سے اپنی وہ نگینے جاؤں

ایسے اسباب مہیا ہوں مقدر سے کبھی
میں مدینے کا مسافر ہوں مدینے جاؤں

آپ کی چشم عنایت جو اِدھر ہو جائے
میں بھی پستی سے کبھی عرش کے زینے جاؤں

اب تو بیمارِ محبت کی ہے حسرت اتنی
بادۂ عشقِ نبی آنکھوں سے پینے جاؤں

ڈوب کر ابھریں جو طوفاں میں تری رحمت سے
دیکھنے میں لبِ ساحل وہ سفینے جاؤں

کہہ دیا مجھ سے تصور میں کسی نے آکر
لے کے حاصل دلِ بیتاب مدینے جاؤں

ہو چکی آرائشِ عالم اب عرفاں چاہیئے
آج تو تسکینِ دِل کا کوئی ساماں چاہیئے

بے خطر راہِ فنا تجھ سے گذرنے کے لئے
گوشۂ دِل میں منور نورِ یزداں چاہیئے

راہِ حق میں جو خوشی سے جان و دل قرباں کرے
آج پھر اے ہم نشیں ایسا مسلماں چاہیئے

سارا عالم اپنا دُشمن ہے تو کوئی غم نہیں
جن کے کہلانے ہیں ہم بس اُنکا احساں چاہیئے

رحمتِ حق ہو گی محشر میں یقیناً غم گُسار
ہاتھ میں لیکن شہہ بطحا کا داماں چاہیئے

کثرتِ رنج و الم میں فرحتِ دل کے لئے
پہلے قرآں اور پھر تفسیرِ قرآں چاہیئے

داخلِ اسلام ہونے کی یہ پہلی شرط ہے
اس پہ اور اُس کے نبیؐ پر دِل سے ایماں چاہیئے

اور ہوں گے وہ جو رکھتے ہیں زمانے کی طلب
میں مسلماں ہوں مجھے عرفانِ یزداں چاہیئے

خود سلجھ جائیں گے حاصل زندگی کے پیچ و خم
دِل میں عشقِ سیّدِ ابرار پنہاں چاہیئے

راہِ دینِ حق میں اک دردآشنا کو چن لیا
یعنی ہم نے آپ اپنے رہنما کو چن لیا

صدقِ دل سے جس نے محبوبِ خدا کو چن لیا
مشکلوں میں اس نے اِک مشکلکشا کو چن لیا

حسن یوسف بھی یہ مانا بے مثالی حسن ہے
آنکھ والوں نے محمد مصطفےٰ کو چن لیا

شافعِ روزِ جزا یہ آپ کا مجھ پر کرم
آپ کی رحمت نے مجھ سے پُر خطا کو چن لیا

کثرتِ رنج و الم میں فرحتِ دل کے لئے
ہم نے اذکار شبہ ہر دوسرا کو چن لیا

اور بھی دِل کش نظر آئی مجھے اپنی حیات
جب پئے تعظیم اُن کے نقشِ پا کو چن لیا

لاکھ طوفانِ حوادث ہو تو کوئی غم نہیں
ہم نے اپنا ناخدا خیرالوریٰ کو چن لیا

منزلِ مقصود تک پہونچے گا وہ اک دن ضرور
قافلہ سالار جس نے مصطفےٰ کو چن لیا

کِس طرح حاصل بیاں ہو داستانِ رنج و غم
جب کہ قسمت ہی نے دردِ لا دوا کو چن لیا

جذبۂ شوق جب ارماں کو ہوا دیتا ہے
شعلۂ عشق کی لو اور بڑھا دیتا ہے

جو بھی دربارِ محمدؐ کا پتہ دیتا ہے
اُن کا دیوانہ اسے دل سے دعا دیتا ہے

اس کو ہوتی نہیں راحت کسی صورت حاصل
جو بھی احکامِ شریعت کو بھلا دیتا ہے

میری قسمت میں درِ شاہ نہیں جب یارب
کس لئے پھر مجھے جینے کی سزا دیتا ہے

رو برو ہوتے ہیں تقدیس حرم کے جلوے
ان کا دیوانہ جہاں سر کو جھکا دیتا ہے

جو سمجھ لیتا ہے اس زیست کا کیا ہے مقصد
عشقِ احمدؐ میں وہ ہستی کو مٹا دیتا ہے

سرفرازی اُسے ہوتی ہے دو عالم میں نصیب
اُن کی اُلفت جسے قسمت سے خدا دیتا ہے

شمعِ احساس مٹاتی ہے اندھیرے غم کے
حوصلہ دوریٔ منزل کو گھٹا دیتا ہے

کیوں نہ ہو جائیں فنا عشقِ نبیؐ میں حاصلؔ
یہ وہ جذبہ ہے جو توقیر بڑھا دیتا ہے

خُدائی ہیں بُتوں کی جب ہوئے خیر البشر پیدا
جہاں میں ہوگئی ہر سو فضائے معتبر پیدا

ہوئے مختارِ کُل جب آمنہ بی بی کے گھر پیدا
ہر اک سُو ظلمتِ شب میں ہوا نورِ سحر پیدا

خدا کے فضل سے اے دِل کبھی وہ وقت آئے گا
جمالِ مصطفےٰ سے ہو گی تقدیس نظر پیدا

نظامِ کائنات اے دِل بدل جائے مگر پھر بھی
زمانے میں محمدؐ سا نہ ہوگا راہ بر پیدا

یہ خدشہ ہے کہ اِس فرقہ پرستی سے ہوا پا کر
نہ ہو جائے کہیں شبنم کے دامن میں شرر پیدا

حسد میں کر دیا ابلیس نے انکار سجدے سے
خلافت کے لئے حق نے کیا جس دم بشر پیدا

تُو چل تو اے دِلِ مضطر مدینے کی طرف تنہا
خدا کے فضل سے ہوں گے بہت سے ہم سفر پیدا

تمنّا بعد میں کرنا شہہِ بطحا کے جلووں کی
نظر میں اپنی کر پہلے ذرا تابِ نظر پیدا

جو مانگی جائیں گی بے شک محمدؐ کے وسیلے سے
یقیناً ہو گا حاصل اُن دعاؤں میں اثر پیدا

جس پہ رہتا ہے سدا ان کے کرم کا سایہ
اس سے کترا کے گذر جاتا ہے غم کا سایہ

جس مسافر کو ملے تیز قدم کا سایہ
روشنی دے گا اُسے دیدۂ نم کا سایہ

راس کیا اُس کو زمانے کی مسرت آئے
جس کی قسمت میں نہیں شاہِ اُمم کا سایہ

ذکر ہوتا ہے شہہ بطحیٰؐ کا لمحہ لمحہ
کِس طرح ٹھہرے یہاں شامِ الم کا سایہ

یہ دلیل عظمتِ احمدؐ کے لئے کیا کم ہے
چھُٹ گیا آپ کی آمد سے سِتم کا سایہ

اپنے اعمال خدا جانے کہاں لے جاتے
جو نہ ہوتا میرے آقاؐ کے کرم کا سایہ

مجھکو

اہل بے داد بدل جائیں گے ضبط غم سے
اپنے ماحول پہ رہنے دو بھرم کا سایہ

ان کے سائے پہ کوئی گفتگو کرنا بے سود
سارے عالم پہ ہے جب شاہ اُمم کا سایہ

اُن کی تقدیر میں لکھا ہے بھٹکنا حاصل
جن کی راہوں میں ہے پتھر کے صنم کا سایہ

رہِ وفا میں جو سجدہ بھی اِک ادا نہ کرے
درِ نبی کی تمنا وہ بے وفا نہ کرے

نبی کے عشق سے پیدا جو رابطہ نہ کرے
دل ونظر سے وہ اِظہار مدعا نہ کرے

جسے بھی دولتِ عشقِ رسولؐ ہے مقصود
رہِ الم سے وہ گذرے مگر گلا نہ کرے

زمانہ کہتا ہے جن کو بنائے کون و مکاں
میں اُن کو بھول کے زندہ رہوں خدا نہ کرے

اِسی لیئے تو سرِ رہ گذر کھڑا ہوں میں
مجھے بھی ہند سے طیبہ کوئی روانہ کرے

ازل سے محوِ جمالِ حضور ہیں اب تک
ہمارے حق میں ابھی کوئی فیصلا نہ کرے

وفا کرے وہ کسی سے جہاں میں ناممکن
حبیب داورِ محشر سے جو وفا نہ کرے

یہ بات کہتی ہے محبوبِ کبریا کی عطا
سوال غیر کے در پر میرا گدا نہ کرے

نظر کے سامنے جب تک بھی وہ نہ ہوں حاصل
میری حیات سے کھیلے اجل خدا نہ کرے

کچھ اس طرح یہ میرا سفرِ با صفات ہو
صبح وطن سے چل کے مدینے میں رات ہو

اس طرح اب بسر میری باقی حیات ہو
ہر دم خدا کا ذکر محمدؐ کی بات ہو

روضے پہ جو بلائیں شہہِ انبیا مجھے
پھر تو دلِ حزیں کو غموں سے نجات ہو

دیوانے تم پہ کیوں نہ ہوں قربان یا نبیؐ
جس کا کہیں جواب نہیں تم وہ ذات ہو

ایسا رسولؐ دوسرا ہو تو بتائیے
صدقے ہیں جس رسولؐ کے کُل کائنات ہو

تنگ آگیا ہوں دردِ غمِ روزگار سے
مجھ پہ حضور اب نگہہِ التفات ہو

مقدور ہے کہاں یہ شہہ دوسرا مجھے
میری زباں سے آپ کی شرحِ حیات ہو

ہوتی ہے ختم آکے محمدؐ کے نام پر
صحرا کا ذکر ہو کہ گلستاں کی بات ہو

تجھ سے ہے اب یہ حاصلِ بےکس کی التجا
یارب درِ حضور پہ جاکر وفات ہو

جس دل میں درِ شہہ کی طلب جاگ رہی ہے
اس دل میں تو اک بزم طرب جاگ رہی ہے

جو ذکرِ شہہ دیں کے سبب جاگ رہی ہے
اُس آنکھ میں معراج کی شب جاگ رہی ہے

پیغامِ صبا لائی ہے آمد کا نبیؐ کی
مخلوقِ خدا اس لئے سب جاگ رہی ہے

یہ زندگی اس دور میں بس آپ کے دم سے
اے شاہِ اُمم شاہِؐ عرب جاگ رہی ہے

احمدؐ کے وسیلے سے عنایت سے خدا کی
جو قوم بھی غفلت میں تھی اب جاگ رہی ہے

محبوب و محب جس میں ملے عرشِ علیٰ پر
ذہنوں میں وہ تاریخِ رجب جاگ رہی ہے

محروم ہے جلوؤں سے جو محبوبؐ خدا کے
وہ زیست ابھی تشنہ بلب جاگ رہی ہے

عظمت کو سمجھتی ہے وہ ہی عشقِ نبیؐ کی
جو روح بھی باقید ادب جاگ رہی ہے

حسرت میں تو بیٹھا ہوں درِ شاہ کی حاصلؔ
تقدیر میری دیکھئے کب جاگ رہی ہے

جس کی جبیں کا مدعا احمد کا در بنے
وہ عالمِ حیات کا پیغام بر بنے

پہلے جمالِ شاہ کے قابل نظر بنے
تب جا کے زندگی یہ کہیں معتبر بنے

اُس ذاتِ بے مثال کی حسرت ہے زندگی
جس کے نقوشِ پا پہ جھکائے نہ سر بنے

جس کو سرورِ بادۂ عشقِ رسول ہو
وہ میرا ہم خیال میرا ہم سفر بنے

لو دشمنوں پہ تنگ ہوا عرصۂ حیات
دینِ نبیؐ کے حامی اب حضرت عمرؓ بنے

اے رحمتِ تمام مجھے بھی سنبھالنا
محشر میں بارِ غم سے جو عالم دِگر بنے

ٹپکے جو اشک عشقِ رسالت مآب میں
وہ دامنِ اُمید پہ آکر گہر بنے

پھر حسرتوں کو دینا دلِ ناتواں فروغ
پہلے درِ رسول کے قابل تو سر بنے

حاصلؔ خدا کے فضل سے زندہ ہوں اِسلئے
شاید حرم کی راہ میری رہ گذر بنے

حرم کی راہ سے ارماں ہے یوں گذرنے کا
یقین ہے مجھے تقدیر کے سنورنے کا

ہے عزم دل میں غمِ مصطفیٰؐ میں مرنے کا
قریب وقت ہے شاید میرے نکھرنے کا

نظر میں گنبدِ خضرا زباں پہ ذکرِ حضورؐ
ملا ہے موقعہ مقدر پہ ناز کرنے کا

تمہارے نام پہ قربان کیوں نہ ہو جاؤں
شعور بخشا مجھے تم نے بات کرنے کا

بس ایک غم ہے مدینہ نہ جا سکا اب تک
مریضِ غم کو کوئی غم نہیں بکھرنے کا

بفیضِ عشقِ محمدؐ خدا کی رحمت سے
ہے مجھ کو حوصلہ حالات سے گذرنے کا

ترے جمال میں کھوئیں کچھ اس طرح نظریں
نظارہ کر نہ سکا ڈوب کر ابھرنے کا

صبا ادب سے تُو میرا سلام کہدینا
ملے جو وقت درِ شاہ سے گذرنے کا

جسے بھی دولتِ عشقِ نبیؐ ملی حاصل
نہ غم ہے جینے کا اُس کو نہ غم ہے مرنے کا

مجھ کو طیبہ بلا لیں حبیبِ خدا کار گر اب کوئی ایسی تدبیر ہو
منزلیں چوم لیں بڑھ کے میرے قدم جذبۂ شوق میں اتنی تاثیر ہو

آؤ محراب و ممبر سے اے رہبرو وہ کہو جو کہ قرآں کی تفسیر ہو
قلبِ مومن کو جس سے ملے زندگی سیرت مصطفیٰؐ پہ وہ تقریر ہو

ریگِ صحرا ہیں بن جائیں گے راستے تیر گی میں نظر آئیں گی منزلیں
راس آجائے ہر امر دشوار پھر شمع ایماں کی دل میں جو تنویر ہو

کربِ ہستی سے آزاد کرتے ہوئے جو دیارِ حبیبِ خدا کی طرف
مجھ کو قیدی کی صورت میں لے کر چلے کوئی تو ایسی دنیا میں زنجیر ہو

یا شفیع الوریٰ یا حبیبِ خدا بے کس و بے نوا کی یہ ہے التجا
بڑھ گئے ہیں بہت ہجر کے دائرے اب نہ جلوہ دکھانے میں تاخیر ہو

کہہ دیا یہ فرشتوں سے اللہ نے بخش دینا انھیں خلد کی نعمتیں
جن کے دل پر میرے نام کے ساتھ ہی میرے محبوب کا نام تحریر ہو

میرے دل میں فقط آرزوئیں ہیں دو کوئی تو ان میں پوری ہوائے کبریا
میں مدینے نہ پہونچوں جو تقدیر سے قبر میں نورِ احمد کی تنویر ہو

جس میں جلوے حرم کے تھے پیشِ نظر جس میں تھا آستانِ نبیؐ سامنے
اتنی حسرت ہے بس مالک دو جہاں خوابِ حاصل کو حاصل وہ تعبیر ہو

ڈھونڈتی ہیں انھیں کو نگاہیں مری جن کا ہر سمت جلوہ بہاروں میں ہے
اُن کی عظمت کا کوئی بیاں کیا کرے جن کی توصیفِ قرآں کے پاروں میں ہے

چل وہیں چل کے تقدیر بن جائے گی لُطف آئے گا تجھ کو وہیں زیست کا
ایسی رنگیں فضا تو کہیں بھی نہیں جو مدینے کے دل کش نظاروں میں ہے

میں نہیں کہتا یہ کہہ رہا ہے جہاں یا حبیبِ خُدا یا شہِ انبیا
جو ادا اور کے طالبوں میں نہیں وہ ادا آپ کے جانثاروں میں ہے

دِل پہ چھائی ہے اب غم کی کالی گھٹا گھُٹ نہ جائے کہیں اِس اندھیرے میں دم
رہنمائی کرو یا شہہ دوسرا میرا جینا تمہارے سہاروں میں ہے

وجہہِ کون ومکاں حامیٔ بے کساں بہرِ امداد جب تک نہ آؤ گے تم
کوئی ساحل میسّر نہ ہوگا اِسے میری کشتی جو طوفاں کے دھاروں میں ہے

شانِ احمد کا اب ہم بیاں کیا کریں طے ہوئیں پل میں سب عرش کی منزلیں
ہیں اُسی طرح سارے رسولوں میں وہ جس طرح جلوہ گر چاند تاروں میں ہے

کچھ خبر بھی ہے تجھ کو دلِ بے خبر کیسے رُکتی ہے جلووں کو پاکر نظر
ہر طرف ہیں اُسی نور کی بارشیں بس وہی نُور سارے نظاروں میں ہے

دُور رہ کر مدینے سے جینا بھی کیا اِس سے بہتر ہے مر جاؤں یا مصطفٰے
حاؔصلِ بے نوا کا عقیدہ ہے یہ زندگی تو انھیں رہ گذاروں میں ہے

جب درِ شاہ کا دیدار کریں گی آنکھیں
دل کو جلوؤں سے ضیا بار کریں گی آنکھیں

جب مئے عشق سے سرشار کریں گی آنکھیں
مجھ کو ہر خواب سے بیدار کریں گی آنکھیں

حسنِ احمدؐ کے نظاروں کے تصدق مجھ کو
اب نہ دنیا کا طلب گار کریں گی آنکھیں

باریابی درِ آقا پہ نہ ہو گی جب تک
میرا جینا مجھے دشوار کریں گی آنکھیں

بخش دے گی اُنھیں محشر میں یقیناً رحمت
اُن کی عظمت کا جب اقرار کریں گی آنکھیں

ہم پہ کس کس نے محبت کی لگائی تہمت
یہ نظارہ کبھی ہر دار کریں گی آنکھیں

اُن کی جانب سے محبت کا اشارہ پا کر
جذبۂ شوق کا اظہار کریں گی آنکھیں

جب سما جائے گا ان میں شہِ بطحیٰؐ کا جمال
حسنِ دنیا سے پھر انکار کریں گی آنکھیں

ہو مقدر سے اگر قربِ مدینہ حاصل
نازِ تقدیر پہ سو بار کریں گی آنکھیں

درِ رسول پہ حاصل اگر چلا جائے
سکونِ قلب میسر ہو صبر آ جائے

نگاہ اُن کی تجلّی میں گر سما جائے
تو ذوقِ دید پھر اپنا مقام پا جائے

بعید کیا ہے درِ شاہ بھی جو آ جائے
چلے چلو یہ جہاں تک بھی راستہ جائے

یہ التجا ہے کہ پروردگار محشر میں
مجھے غلامِ شہِ دوسرا کہا جائے

اگر ہے اُن سے محبت تو نقشِ پا اُن کا
جبینِ شوق کا مرکز بنا لیا جائے

بتا تو ہی دلِ بیتاب شامِ فرقت میں
جو یاد آئے مدینہ تو کیا کیا جائے

میرا سلام بصد احترام کہہ دینا
درِ رسولِ خدا تک جو تو صبا جائے

سہارا دیجئے سلطانِ دو جہاں غم میں
تمہارا چاہنے والا نہ ڈگمگا جائے

تمہارے در کی تمنا ہے دل میں حاصل کے
اسے بھی اب تو خدارا بلا لیا جائے

دوستی جس نے محمدؐ سے نباہی ہوگی
اُس کی عظمت سرِ محشر متناہی ہوگی

عشق میں جس کے تڑپ صورتِ ماہی ہوگی
خُلد میں اُس کے لئے مسندِ شاہی ہوگی

وہ سمجھ لیں جو مٹانے کے ہیں درپے اُس کو
خونِ مسلم کا بہے گا تو تباہی ہوگی

آکے باطل کے مقابل جو کرے گا پیکار
رحمتِ حق سے تری پُشت پناہی ہوگی

کس کو معلوم تھا کہتے ہیں جسے دُرِّ یتیم
حشر تک اُس کی شہنشاہوں پہ شاہی ہوگی

بڑھ کے میدانِ عمل میں جو دِکھائے جوہر
ہر قدم فتح تری حق کے سپاہی ہوگی

کامیاب اپنے مقاصد میں مسلماں ہوگا
جب میسّر اُسے تائیدِ الٰہی ہوگی

اہلِ بیداد سمجھ لیں کہ مظالم کے خلاف
خونِ مظلوم کی محشر میں گواہی ہوگی

بھول جائے گا جو احکامِ شریعت حاصل
اُس کی دنیا میں بہرحال تباہی ہوگی

جان و دل ہم شہہ بطحا پہ جو قرباں کرتے
خُلد میں اپنے لئے عیش کا ساماں کرتے

اپنی دشوار نئی منزل کو وہ آساں کرتے
غم کے عالم میں جو ذکرِ شہہ ذیشاں کرتے

قافلے والے اگر ہم پہ کچھ احساں کرتے
ہم بھی اُس روضے پہ قربان دل و جاں کرتے

غم کی تاریکیاں راہوں میں نہ حائل ہوتیں
دِل سے تسلیم جو ہم عظمتِ قرآں کرتے

مرتبہ عشقِ محمدؐ کا جو سمجھا ہوتا
ان کے پھر ذکر سے ہم درد کا درماں کرتے

عظمتِ دینِ نبیؐ جس سے نمایاں ہوتی
کام ایسا تو کوئی کاش مسلماں کرتے

شرک سے پاک اگر ہوتے عقیدے اپنے
غم زمانے کے ہمیں یوں نہ پریشاں کرتے

قوّتِ فکر جو رحمت سے میسّر ہوتی
ہم سلیقے سے بیاں شانِ شہیداں کرتے

زندگی درد کے سانچے میں نہ ڈھلتی حاصل
ہم اگر کچھ بھی خیالِ غمِ عصیاں کرتے

کس کی خاطر پردۂ خلوت اٹھا معراج ہیں
کون تھا شاہِ دو عالم کے سوا معراج ہیں

خود کو دیکھا آئینہ در آئینہ معراج ہیں
عرشِ اعظم پر گئے جب مصطفےٰ معراج ہیں

اپنے جلوؤں سے اُس عالم کو منور کر دیا
جس جگہ ٹھہرے حبیبِ کبریا معراج ہیں

عمر بھر کی زندگی کا حسن بن کر رہ گیا
شہہ کے پیچھے جو دوگانہ پڑھ لیا معراج ہیں

آپ کو اللہ نے اِس مرتبہ کے ماسوا
رحمۃ للعالمیں فرما دیا معراج ہیں

اس لئے ٹھہرا ہوا تھا سارا نظمِ کائنات
عبد اور معبود کا تھا سامنا معراج ہیں

اک نیا عالم جمالِ حق کا آتا تھا نظر
جتنا آگے بڑھ رہے تھے مصطفےٰ معراج ہیں

رب کی بخشش کی کوئی حد ہو تو کچھ بتلائیں ہم
اُمتِ محبوب کو کیا کیا دیا معراج ہیں

اور نبیّوں کے تصور سے جو حاصل دور تھی
طے وہ منزل کر گئے خیر الوریٰ معراج ہیں

سجدہ ریزی کی طلب تیغ کے سائے رکھنا
پرچمِ دینِ محمدؐ کو اُٹھائے رکھنا

موت سے وقت قضا آنکھ ملائے رکھنا
مردِ مومن ہو تو پھر پاؤں جمائے رکھنا

کام آنا ہے تمہیں بیکس و مظلوموں کے
اپنی نظروں میں نہ تم اپنے پرائے رکھنا

آنے والوں کو اجالوں کی ضرورت ہوگی
شمع احساس کی لو اور بڑھائے رکھنا

تم کو اللہ کے گھر کی ہے حفاظت لازم
ہے عبث غیر سے اب آس لگائے رکھنا

کامیابی تری تقدیر بنے گی اک دن
کلمۂ دین نبیؐ لب پہ سجائے رکھنا

جا رہا ہے جو رہِ حق کی طرف تیغ بکف
اُس کی آواز سے آواز ملائے رکھنا

تم کو تو خدمتِ مخلوقِ خدا کرنی ہے
خود کو حالات کی سولی سے بچائے رکھنا

پاس ہے تجھ کو اگر اپنی انا کا حاصلؔ
قوم کے درد کو سینے میں چھپائے رکھنا

زندگی کا اصل مقصد بس اسی منزل میں ہے
آستانِ مصطفےٰ دیکھوں یہ حسرت دل میں ہے

اُس کی یہ ذرّہ نوازی اُس کی یہ چشمِ کرم
خلقِ احمدؐ کا جو صدقہ کاسۂ سائل میں ہے

کس کو یہ رتبہ ملا ہے کس کی یہ عظمت ہوئی
آج بھی ذکرِ شہہ کونین ہر محفل میں ہے

اُن کے صدقے میں اُبھر آئی بس اتنا یاد ہے
ڈوبنے کا راز پنہاں دامنِ ساحل میں ہے

جس کی دم سے گلشنِ ہستی میں آئی ہے بہار
نورِ خلاّقِ دو عالم اُس مہہ کامل میں ہے

کیجئے شاہِ دو عالم اب عنایت کی نظر
آپ کی محبوب اُمت تو بڑی مشکل میں ہے

جو اُسے دیوانہ سمجھے اُس کو دیوانہ کہو
چاہنے والا نبی کا ہوش کی منزل میں ہے

نام احمدؐ ہو زباں پر نکلے جب جانِ حزیں
آرزو اتنی فقط یا رب دلِ حاصل میں ہے

یہ بھی سچ آخری ہیں ہمارے رسولؐ
وجہِ کونین بھی ہیں ہمارے رسولؐ

حسنِ پیغمبری ہیں ہمارے رسولؐ
چاندنی چاندنی ہیں ہمارے رسولؐ

یا شفیع الوریٰ یا حبیبِ خدا
آپ ہی آپ ہی ہیں ہمارے رسولؐ

لوحِ محفوظ کی پہلی تحریر کا
ایک حرفِ جلی ہیں ہمارے رسولؐ

ہے حقیقت کہ برحق فنا ہے مگر
زندگی زندگی ہیں ہمارے رسولؐ

تیرگی اس لئے ہم سے گھبرا گئی
روشنی روشنی ہیں ہمارے رسولؐ

سوچ کے لاکھ پہلو بدل دیکھئے
آگہی آگہی ہیں ہمارے رسولؐ

صاف لکھا ہے حاصل یہ قرآن میں
عظمتِ آدمی ہیں ہمارے رسولؐ

رہِ طلب میں جو نہاد کھائی دیتا ہے
درِ حضور کا شیدا دکھائی دیتا ہے

وہ محوِ عشق سراپا دکھائی دیتا ہے
جسے بھی آپ کا جلوہ دکھائی دیتا ہے

نہیں جو عظمتِ خیرالاناّم سے واقف
وہ صرف طالبِ دنیا دکھائی دیتا ہے

بلا ہی لیجئے روضے پہ یا نبیؐ اب تو
چراغِ زندگی بجھتا دکھائی دیتا ہے

لحد میں اُس سے نکیرین کچھ نہیں کہتے
جو اُن کا چاہنے والا دکھائی دیتا ہے

اِسے مقامِ تمنّا یقین سے کہئے
جہاں سے گنبدِ خضریٰ دکھائی دیتا ہے

نہ پوچھو مجھ سے کہ عشقِ نبیؐ کی برکت سے
فرازِ حدِّ نظر کیا دکھائی دیتا ہے

جو لوگ چشمِ بصیرت سے کام لیتے ہیں
زمانہ اُن کو سمٹتا دکھائی دیتا ہے

یہ عشقِ شاہِ دو عالم کا فیض ہے حاصلؔ
رہِ فنا میں اُجالا دکھائی دیتا ہے

بادۂ عشق سے سرشار نظر آتے ہیں
ذوقِ مستی لیے میخوار نظر آتے ہیں

جس نے دربارِ محمدؐ کی بہاریں دیکھیں
اُس کو صحرا بھی چمن زار نظر آتے ہیں

وقتِ اِمداد ہے اب اے شہہ والا آؤ
زیست کے اور ہی اطوار نظر آتے ہیں

جس طرف دیکھو سرِ بزم اٹھا کر نظریں
اس طرف ان کے طلب گار نظر آتے ہیں

ٹوٹ جائے نہ کہیں آبلہ پائی کا بھرم
راستے شوق کے پُر خار نظر آتے ہیں

اب مدینے میں بلا لو میرے آقا مجھ کو
دن گذرنے یہاں دشوار نظر آتے ہیں

آپ چاہیں تو شہ بطحا خوشی میں بدلیں
یورشِ غم کے جو آثار نظر آتے ہیں

اب یقیناً میری تقدیر سنور جائے گی
خواب میں طیبہ کے گلزار نظر آتے ہیں

بادۂ عشقِ نبی کا یہ اثر ہے حاصل
ہم سے دیوانے جو ہشیار نظر آتے ہیں

جب بھی حاصل درِ آقا پہ ترا ہو جانا
شوقِ دیدار میں جلوے کی ادا ہو جانا

مقصدِ زیست ہے یہ فرض ادا ہو جانا
عشقِ سلطان مدینہ میں فنا ہو جانا

جب اِن آنکھوں کو درِ شہ کی زیارت ہو نصیب
اے دلِ زار تو مصروفِ دعا ہو جانا

ہم سیہ کاروں کے حق میں ہے سببِ رحمت کا
یا نبیؐ آپ کا محبوبِ خدا ہو جانا

میں تو معراجِ محبت کی سمجھتا ہوں دلیل
اُن کے در پر کسی سجدے کا ادا ہو جانا

خُلقِ مختارِ دو عالم نے سکھایا ہے ہمیں
بے نواؤں کی بہر کیف نوا ہو جانا

یہ بھی سوچا ہے کبھی تو نے خدا کے آگے
باعثِ ننگ ہے سجدے کا قضا ہو جانا

فیضِ عشقِ شہہ ابرار نہیں تو کیا ہے
بابِ رحمت کا گنہ گار پہ وا ہو جانا

ہو گئے شافعِ محشر پہ وہ قرباں حاصلؔ
جن کی تقدیر تھا پابندِ وفا ہو جانا

دنیا میں کب وہ طالب حور و قصور ہے
جس کی نگاہِ شوق میں احمدؐ کا نور ہے

تقدیر زندگی کے تقاضوں سے دور ہے
لیکن ہمارے حال سے واقف ضرور ہے

جس پر نگاہِ رحمت ربِ غفور ہے
مستِ الست ہے وہ مسرت میں چور ہے

صحرا نورد ہے جسے اُن کی ہے آرزو
جس کو وہ چاہتے ہیں وہ اُن کے حضور ہے

جب سے بندھا ہے اُن کے تصور کا سلسلہ
ہر بزم اپنے دل کے لئے بزم طور ہے

دنیا میں ہوں میں اُن کی محبت سے سرخرو
جن کا خطاب شافعِ یوم النشور ہے

ان کے لئے ہے وادیٔ میخانۂ رسولؐ
جن مے کشوں کو پینے کا حاصل شعور ہے

جلوے تو چار سو ہیں زمانے میں آپ کے
تاب نظر نہ ہو تو یہ کس کا قصور ہے

دنیا کی آرزو سے تو حاصل ہوں بے نیاز
لیکن در نبیؐ کی تمنا ضرور ہے

منزلِ عشق میں ایسے بھی مقام آتے ہیں
صورتِ خضر جہاں ان کے پیام آتے ہیں

جن سے قائم ہے دو عالم کا نظام آتے ہیں
سر جھکا بہر ادب شاہِ انام آتے ہیں

خُلد سے بڑھ کے ہے توقیر میں طیبہ کی زمیں
فخر سے اس پہ ملک بہرِ سلام آتے ہیں

جن کے دِل میں ہے شہِ کون و مکاں کی عظمت
اُن کو ساغر مئے عرفاں کے مدام آتے ہیں

حکم تھا حق کا فرشتوں کو ادب سے رہنا
عرش پر آج رسولوں کے امام آتے ہیں

سربسجدہ نظر آتا ہے خرد کا عالم
منزلِ عشق نبی میں وہ مقام آتے ہیں

شافع حشر بھی ہیں مالک کونین بھی ہیں
جن کو اللہ کی جانب سے سلام آتے ہیں

چوم لیتی ہے قدم بڑھ کے مسرت حاصل
اُن کے در پر جو غلامانِ غلام آتے ہیں

جب سے درِ رسول ﷺ پہ آیا ہوا ہوں میں
حق کی تجلیوں میں سمایا ہوا ہوں میں

اس انجمن پہ اس لئے چھایا ہوا ہوں میں
مہمانِ مصطفےٰ ہوں بلایا ہوا ہوں میں

سایہ ملا ہے ان کے سبب غم کی دھوپ میں
رحمت سے جب بھی طالبِ سایا ہوا ہوں میں

اس واسطے جہاں کے اندھیروں کا غم نہیں
جلوؤں کی چاندنی میں نہایا ہوا ہوں میں

دربارِ مصطفےٰ ہے فقط اُس کی جستجو
جس خاکِ بے نوا کا بنایا ہوا ہوں میں

سلطانِ انبیا ﷺ مری امداد کیجئے
دنیا کے حادثوں کا ستایا ہوا ہوں میں

ساغر میں میرے بادۂ عرفاں ہے اس لئے
ساقیٔ میکدہ کا بلایا ہوا ہوں میں

اس در سے اٹھ کے ہوگی نہ حاصل کوئی خوشی
جس پر عقیدتوں کا بٹھایا ہوا ہوں میں

دل کو سکون صاحب ام الکتاب دو
میری نظر کو اپنے نظاروں کے خواب دو

ہنگام گمرہی ہیں کوئی انقلاب دو
عالم کو پھر پیامِ رِسالت مآب دو

کیا کہہ رہے ہیں دشمنِ دینِ شہہ اُمم
تم اہلِ ہوش اہل نظر ہو جواب دو

یارب تو اُن کا روضۂ اقدس دکھا مجھے
جن کا اشارہ پا کے ہوا ماہتاب دو

دنیا تمہارے سامنے پھر ہو گی سرنگوں
کردارِ شہہ کی تیغ رِفاقت پہ آب دو

عرش بریں سے آئی یہ معراج میں ندا
جبریل بڑھ کے پائے نبی کو رکاب دو

مقصود ہے جو چارہ گرو معتبر علاج
بیمار غم کو ذکر نبی کی شراب دو

خاک حرم سے کہتی ہے یہ خاکِ کربلا
گلزار مصطفےٰ میں کھلے ہیں گلاب دو

کہنا غلام شافعِ یوم النشور ہوں
حاصل خدا کے سامنے جب تم حساب دو

اِن آنکھوں میں ہے انتظارِ مدینہ
زباں پر ہے ذکرِ بہارِ مدینہ

کرم کی نظر تاجدارِ مدینہ
اِدھر بھی ہیں کچھ جاں نثارِ مدینہ

یہ حسرت ہے دِل میں ہمارے محمّدؐ
نگاہوں سے چومیں دیارِ مدینہ

جبیں پر مَلیں گے عقیدت سے اپنی
صبا تُو جو لا دے غبارِ مدینہ

میّسر ہیں ان کو دو عالم کی خوشیاں
جنھیں مِل گئی رہ گذارِ مدینہ

ہمیں ہجر کا غم ستائے گا کیوں کر
ازل سے ہے دِل میں نگارِ مدینہ

مِلا مرتبہ اور نبیوں سے عالی
ہوئے آپ ہی افتخارِ مدینہ

دِکھا ہم کو رضواں نہ جنّت کے نقشے
نظر میں بسی ہے بہارِ مدینہ

یہ ہے حاصلِ ناتواں کی تمنّا
دِکھا اب تو یا رب دیارِ مدینہ

جو بادۂ رسولؐ سے سرشار ہو گئے
جنّت کی نعمتوں کے وہ حق دار ہو گئے

جب سے ہم ان کے طالبِ دیدار ہو گئے
رستے رموز عشق کے ہموار ہو گئے

یوسفؑ جب آکے زینتِ بازار ہو گئے
اہلِ نگاہ ان کے خریدار ہو گئے

آنے کا حکم دیجیے روضہ پہ یا نبیؐ
اب طائرانِ شوق بھی پر دار ہو گئے

تاریکیاں حیات کی راہوں سے چھٹ گئیں
جلوے جب ان کے مطلعِ انوار ہو گئے

واقف تھے جو بھی عظمتِ عشقِ نبیؐ سے وہ
فکر و عمل سے صاحبِ کردار ہو گئے

منصور ہی نہیں ہیں سرِ دار سر بلند
چاہا جنھیں بھی تم نے وہ سردار ہو گئے

امداد کیجیے میری یا شاہِ انبیاء
اب مرحلے حیات کے دشوار ہو گئے

حاصل جو محوِ خواب تھے دامانِ کفر میں
وہ ان کے التفات سے بیدار ہو گئے

آمدِ ختم الرُسل لائی بہاروں کا پیام
راس آئے گا نظر کو اب نظاروں کا پیام

بے کسوں کا بے بسوں کا بے سہاروں کا پیام
کوئی تو پہونچا دے ان تک غم کے ماروں کا پیام

تم نے تقریروں کی صورت میں زبانِ خاص سے
ہر طرح پہونچا دیا قرآں کے پاروں کا پیام

آستانِ مصطفےٰ ہو اور جبینِ شوق ہو
ایک ہی مقصد پہ ہے مبنی ہزاروں کا پیام

آپ کے دیدار سے ہوگا سکونِ دل نصیب
اے صبا کہنا تو اُن سے بے قراروں کا پیام

یہ خلیل اللہ کی عظمت کا سب اعجاز ہے
ڈھل گیا پھولوں کی صورت میں شراروں کا پیام

وہ ابوبکرؓ و عمرؓ ہوں یا ہوں عثمانؓ و علیؓ
عزم تقلید محمدؐ ہی تھا چاروں کا پیام

درحقیقت حبیبِ کبریا کی ذات ہے
خارزاروں کو دیا جس نے بہاروں کا پیام

قرب حاصل ہو گیا جس کو شہہ کونین کا
وہ سمجھتا ہے حرم کی رہ گذا کا پیام

حسنِ تخیلات کا اظہار آپؐ ہیں
یا یوں کہیں کہ عظمتِ فنکار آپ ہیں

حسنِ شعور صاحبِ کردار آپ ہیں
پیشانیٔ حیات کی دستار آپ ہیں

جس کی کوئی نظیر نہیں کائنات میں
وہ دستِ کردگار کا شہکار آپ ہیں

قائم رہے گا اس لئے دنیا میں تا ابد
دینِ خدا کے یا نبیؐ معمار آپ ہیں

جس کی شعائیں دیتی ہیں دنیا کو روشنی
نورِ جمالِ حق کا وہ مینار آپ ہیں

بعد از خدا جہاں میں یقینِ مبیں کے ساتھ
جو کچھ بھی ہیں ہمارے وہ سرکار آپ ہیں

خوشبو سے جس کی مہکی ہے کونین کی فضا
محبوبِ کردگار وہ گلزار آپ ہیں

طیبہ کی آرزو دلِ حاصل میں کیوں نہ ہو
ہر اک نظر میں قابلِ دیدار آپ ہیں

مدینے جانے کا جب میں نے انتظام کیا
بہارِ خُلد نے جُھک کر مجھے سلام کیا

حضوؐر نے یہ زمانے پہ فیضِ عام کیا
بنا کے دیرؔ کو کعبہ ہمیں امام کیا

قریبِ عرش جو مختارِ دوجہاں پہونچے
قدم قدم پہ فرشتوں نے احترام کیا

تمہارے آنے سے نکھرا نظام گُلشن کا
وہیں بہار ہے تم نے جہاں قیام کیا

کھُلا نہ اور رسولوںؑ پہ عقدۂ وحدت
جو ناتمام رہا آپ نے تمام کیا

بُلالو اب تو شہِ دیں کہ دِل نہیں لگتا
وفورِ شوق نے قصہ میرا تمام کیا

یہ بارگاہِ محمدؐ ہے باادب رہنا
یہاں کا آکے فرشتوں نے احترام کیا

نہ ہو گی منزلِ اُلفت میں خوش روی حاصل
حرم کی راہ میں تُو نے اگر قیام کیا

قسمت سے ہو گذر جو مدینے کی راہ سے
چوموں گا آستانِ محمدؐ نگاہ سے

وہ لوگ فیض یاب ہیں بس لا الہٰ سے
دِل سے ہے عِشق جنکو رسالت پناہ سے

عِشقِ نبی ہیں گم تھا یہ دونوں نے کہدیا
پوچھا جو حق نے حشر ہیں اک اک گواہ سے

جِس سر کا مُدعا ہے محمدؐ کا آستاں
نسبت نہیں ہے اُس کو کسی سجدہ گاہ سے

لائے نہ مجھ کو زندگی لوٹا کے پھر یہاں
محبوب کردگار تری جلوہ گاہ سے

اُن کی نگاہِ لُطف بھی تیرا کرم بھی ہے
بے خوف کیوں نہ گذروں قیامت کی راہ سے

ہو گی نصیب جب ہمیں باب حرم کی خاک
آزاد ہوں گے تب کہیں دنیا کی چاہ سے

ہر شئے ہیں اُن کے حسن کی رعنائیاں ملیں
اٹھے جو شوقِ دید ہیں پردے نگاہ سے

پوچھو نہ اس سے عظمتِ دربارِ مصطفٰےؐ
حاؔصل بھی فیض یاب ہے اس بارگاہ سے

اُن کا کرم ہے مالک و مختار کی طرح
جلوے ہیں جن کے مطلع انوار کی طرح

قرطاس پر قلم نے ادب سے بحکمِ رب
احمدؐ لکھا ہے گیسوئے خمدار کی طرح

سارے پیمبروں ہیں بتائے کوئی مجھے
اُمت سے کس کو پیار ہے سرکار کی طرح

جن پر نگاہِ خاص حبیبِ خدا کی ہے
وہ چل رہے ہیں صبح کی رفتار کی طرح

جس قافلے کے شاہِ دو عالم امیر ہیں
وہ قافلہ ہے رحمتِ غفار کی طرح

جس نے نبی کے عشق سے دامن بچا لیا
گذرا وہ اِس حیات سے بازار کی طرح

روضہ پہ اب تو شافعِ محشر بلائیے
بیتاب ہے نظر بھی دلِ زار کی طرح

قرآن کہہ رہا ہے خدا کی زبان میں
کوئی نہیں ہے احمدؐ مختار کی طرح

حاصل کو یہ شعور کہاں وصفِ شاہ میں
اشعار کچھ نکھارے فنکار کی طرح

ہم اُن کو صاحبِ منزل نشاں نہیں کہتے
نبی کے عشق کو جو جاوداں نہیں کہتے

درِ نبی کو جو جنت نشاں نہیں کہتے
اُنھیں غلام شہہِ انس و جاں نہیں کہتے

یہ بات سچ ہے جہاں میں سحر نہیں ہوتی
بلال وقتِ سحر گر اذاں نہیں کہتے

وہ جس میں ذکر حبیبِ خدا نہیں ہوتا
ہم اُس کو انجمن عاشقاں نہیں کہتے

رہِ طلب کے وہ بھٹکے ہوئے مسافر ہیں
جو ان کو باعثِ کون و مکاں نہیں کہتے

جو لوگ محرمِ اسرارِ زندگی ہیں وہی
یقیں گماں کو یقیں کو گماں نہیں کہتے

انھیں فلاح کی منزل ملے یہ ناممکن
جو ان کو جسمِ حقیقت کی جاں نہیں کہتے

خدا کے بعد شفیعِ اُمم کا سایہ ہے
ہم اپنے آپ کو یوں بے اماں نہیں کہتے

نبی کا ذکر نہیں جن کے ذکر کا حاصل
شعور مند انھیں خوش بیاں نہیں کہتے

بسی ہے جب سے شبیہہ دیار آنکھوں میں
گذر رہی ہے شب انتظار آنکھوں میں

سمٹ کے آیا دل بے قرار آنکھوں میں
چلے بھی آؤ شبیہ ذی وقار آنکھوں میں

جمالِ شافعِ محشر نہ دیکھ لیں جب تک
ہماری آنکھیں نہ ہوں گی شمار آنکھوں میں

یہ بے نیازِ زمانہ ہیں اس لئے اب تک
ہے جامِ عشقِ نبی کا خمار آنکھوں میں

جو ڈوبی رہتی ہیں سرکار کے تصور میں
نہ چھپ سکیں گی وہ آنکھیں ہزار آنکھوں میں

جدھر بھی اُٹھیں جمالِ نبی نظر آئے
یہ بات پیدا ہوا ے کردگار آنکھوں میں

اسی لئے یہ زمانہ حسین لگتا ہے
بفیضِ عشقِ نبی ہے بہار آنکھوں میں

فضائے گنبدِ خضرا ہیں جذب ہو جائیں
قرار رقص کرے بے قرار آنکھوں میں

نصیب ہو گی درِ شبہ کی حاضری حاصل
سجائے رکھیئے شبِ انتظار آنکھوں میں

راہ بر محترم کارواں محترم
منزلیں محترم رازداں محترم

جن پہ رہنا ہے ذکرِ حبیبِ خدا
وہ دہن محترم وہ زباں محترم

جن کو اللہ نے اپنا فرما دیا
وہ یہاں محترم وہ وہاں محترم

دونوں عالم ہیں یا مصطفٰے آپؐ کے
نقشِ پا محترم آستاں محترم

کوئی ہمسر نہیں ہے تمہارا نبیؐ
تم یہاں محترم تم وہاں محترم

جس کی خلوت میں پہونچے شہِ انبیاؐ
وہ مکیں محترم وہ مکاں محترم

یا شفیعؐ الوریٰ آپ کے فیض سے
ہر نظر محترم ہر زباں محترم

ان کے جلوؤں سے اے حاصلِ خوش بیاں
یہ جہاں محترم وہ جہاں محترم

پیوست ہے جن آنکھوں میں تنویرِ رسالت
دراصل سمجھتی ہیں وہ توقیرِ رسالت

دنیا کے جھکانے سے کبھی جھک نہیں سکتا
اسلام کے پرچم پہ ہے تحریرِ رسالت

آدم سے چلی ختم ہوئی شاہِ اُمم پر
کیا پوچھتے ہو عظمتِ تقدیرِ رسالت

منصوبے مٹانے کے بنانے لگا گھر گھر
دیکھی نہ گئی کفر سے تشہیرِ رسالت

اللہ نے بینائی عطا کی ہو تو دیکھو
قرآن کے پاروں میں ہے تفسیرِ رسالت

ہو جاتا تھا اللہ کے دیوانوں میں شامل
سن لیتا تھا جو شوق سے تقریرِ رسالت

بوبکرؓ و عمرؓ ہوں کہ وہ عثمانؓ و علیؓ ہوں
چاروں میں نظر آتی ہے تصویرِ رسالت

ہے اس لئے حاصل میری راہوں میں اجالا
ظلمت کو فنا کر گئی تنویرِ رسالت

جس دل میں آرزوئے جمالِ رسولؐ ہے
اُس کی نظر میں حسنِ جہاں صرف دھول ہے

تابِ نظارہ لازمی نظروں کو چاہیئے
یہ بارگاہِ حسن کا پہلا اُصول ہے

اُس کی نظر میں خلد کا گلزار کچھ نہیں
جس کی نظر میں عظمتِ بابِ رسولؐ ہے

محشر میں ہوں گی بخشش آقا کے نام سے
کس واسطے تو اے دلِ بسمل ملول ہے

ذکرِ شہہ انام کی سب ہیں یہ برکتیں
گھر میں جو آج میرے خوشی کا نزول ہے

اپنے مفاد کے لئے فرقوں میں بٹ گیا
سب سے بڑی یہ آج مسلماں کی بھول ہے

عظمت کو جس رسولؐ کی بُت خانے جُھک گئے
سارے پیمبروں میں وہ اپنا رسولؐ ہے

ذکرِ حضورؐ کرنا ہے ذکرِ حضورؐ کر
دنیا کی بات کرنا تو حاصل فضول ہے

یہ کس کی آمد کا وقت آیا یہ کس کی عظمت جھلک رہی ہے
کہ ذرے ہیں تذکرہ ہے ہماری قسمت چمک رہی ہے

زباں پہ صلِ علیٰ ہے اس کی کلی کلی جو چٹک رہی ہے
یہ بزمِ نعتِ نبیؐ کے صدقے ہر ایک جانب مہک رہی ہے

حبیبِ داور شفیعِ محشر ہماری محشر میں لاج رکھنا
عمل کے باعث قبائے ہستی جگہ جگہ سے مسک رہی ہے

کھلے ہوئے گلِ آمنہ کو یہ مانا صدیاں گذر چکی ہیں
مگر فضائے بساطِ عالم مہک سے اس کے مہک رہی ہے

کبھی تصور کے آئینے میں جمال اپنا دکھائیے گا
نظر نظاروں کو یا محمدؐ ازل سے اب تک بھٹک رہی ہے

نتیجہ عالم کے سامنے ہے اسے مٹانے کی کوششوں کا
بفیضِ چشمِ رسولِ اکرمؐ یہ قومِ مسلم چمک رہی ہے

ہمارے قول و عمل ہیں حاصل سبب ہماری تباہیوں کا
ردائے رحمت سروں سے اپنے جو رفتہ رفتہ سرک رہی ہے

محبّت کی بلندی کو نہ تم پہونچے نہ ہم پہونچے
اگر پہونچے شب اسریٰ تو بس شاہِ اُمم پہونچے

شہہ کونین کے جن رہگذاروں میں قدم پہونچے
بقیدِ ہوش اُن راہوں میں ہم کب سرِ نخم پہونچے

بچا لو کشتیٔ اُمت کو آقا غم کے طوفان سے
حدودِ ضبط سے آگے زمانے کے ستم پہونچے

حبیبِ کبریا کی رہگذر کو ہم نے جب چھوڑا
ہماری پیش قدمی کے لئے دنیا کے غم پہونچے

تجھے معلوم ہی کیا گشت گانِ عشق کی منزل
بس اِس مقصد کو اے زاہد اگر پہونچے تو ہم پہونچے

ہمیں روتے رہے ناکامیٔ تقدیر پر اپنی
چلے تھے قافلے جتنے وہ نزدیکِ حرم پہونچے

محمدؐ پر یہ رحمت خاص تھی معبود اکبر کی
فرشتے تک نہیں پہونچے جہاں اُن کے قدم پہونچے

کوئی چوتھے فلک پہونچا تو کوئی طور سینا تک
فرازِ عرشِ اعظم تک فقط شاہِ اُمم پہونچے

یہ دردِ ہجر شاید زندگی کے ساتھ جائے گا
درِ احمدؐ پہ حاصلؔ ہند سے اب تک نہ ہم پہونچے

محشر کے تاجدار کی رفعت بیاں کرو
محبوبِ کردگار کی عظمت بیاں کرو

آقاؐ کے اقتدار کی وسعت بیاں کرو
آئینۂ بہار کی ندرت بیاں کرو

جس کے لئے وجود میں آئی ہے کائنات
اُس صاحبِ وقار کی حرمت بیاں کرو

تم کب سے منتظر ہو جمالِ رسولؐ کے
کچھ اپنے انتظار کی مدت بیاں کرو

اہلِ شعور ہو تو بصد عجز و احترام
اُمت کے غم گسار کی شوکت بیاں کرو

ہجرت کی شب جو بسترِ شہ پہ تھا جلوہ گر
تم ایسے جاں نثار کی خدمت بیاں کرو

تشریف جس میں لائے تھے سلطانِؐ دوجہاں
اس عالمِ بہار کی نکہت بیاں کرو

تم ہو کے ارتقائے محمدؐ سے روشناس
قدرت کے شاہکار کی ندرت بیاں کرو

حاصل اگر شعور کی دولت نصیب ہے
احمدؐ سے کردگار کی قربت بیاں کرو

جل رہے تھے جب جہاں میں بغض نفرت کے چراغ
شہ کی آمد نے کیئے روشن محبت کے چراغ

یہ پتہ دیتے ہیں عالم کو شریعت کے چراغ
بے عمل جلتے نہیں حسنِ طریقت کے چراغ

پستیوں میں رفعتوں نے اُن کے چومے ہیں قدم
جن کے سجدوں سے منور ہیں عقیدت کے چراغ

ہیں غلامِ مصطفےٰ ہوں یہ اندھیروں سے کہو
تا حدِ امکاں ہیں روشن اُس کی رحمت کے چراغ

ان کی الفت کی ضیاء سے جگمگاتی ہے حیات
جن کی دنیا میں رہے روشن قناعت کے چراغ

حادثاتِ وقت کی اِن کاوشوں کے باوجود
آندھیوں میں جل رہے ہیں شہ کی عظمت کے چراغ

جوش میں رحمت نے آکر سب خطائیں بخش دیں
جب سرِ مژگاں جلے اشکِ ندامت کے چراغ

عظمتِ محبوبِ داور کو سمجھتے ہیں وہی
روشنی دیتے ہیں جن کو بھی عقیدت کے چراغ

فرحتیں دل کو میسر کس لئے حاصل نہ ہوں
لے چلے ہیں منزلوں کی سمت وحدت کے چراغ

اپنے کردار میں انسان خوش انجام نہ تھا
جب شریعت کا جہاں میں کوئی پیغام نہ تھا

فیضِ احمدؐ جو زمانے کے لیے عام نہ تھا
کون تھا جو کہ اسیرِ غمِ ایام نہ تھا

کس کی آمد ہے جو مہکا ہے یہ صحنِ عالم
اس سے پہلے تو بہاروں کا یہاں نام نہ تھا

آپ تشریف نہ لائے تھے جہاں میں جب تک
غم کے ماروں کو میسّر کہیں آرام نہ تھا

یوں تو آئے ہیں زمانے میں پیمبر کتنے
آپ سا اور کوئی ہادیٔ اسلام نہ تھا

رقص فرما تھے اندھیرے ہی اندھیرے غم کے
جلوہ فرما جو تیرا حسن لبِ بام نہ تھا

مسکراتے تھے ستم سہہ کے بلالِ حبشی
عشق کامل تھا محمدؐ سے انھیں خام نہ تھا

ذکرِ احمدؐ میرے ہونٹوں پہ نہ آیا جب تک
میرے حصے میں مسرت کا کوئی جام نہ تھا

قافلے والے اسے چھوڑ گئے راہوں میں
منزلِ عشق میں حاصل جو خوش انجام نہ تھا

مدینے سے شہر والا مجھے آواز دی جائے
میرے ذوقِ طلب کو قوتِ پرواز دی جائے

مدینہ دور ہے ہمراہ ہے ایسا نہیں کوئی
تسلّی کس طرح تجھ کو دلِ ناساز دی جائے

غلامانِ نبی کہہ کر پکارا جاؤں محشر میں
میرے مولا مجھے وہ خوبیٔ انداز دی جائے

مدینے میں رہے مسکن مدینے میں بنے مدفن
مجھے یہ سرفرازی صاحبِ اعجاز دی جائے

میرے ذوقِ عمل میں تھی جو صدقہ میں محمدؐ کے
میرے انجام کو وہ گرمیٔ آغاز دی جائے

تری وحشت نے پہونچا تو دیا عشقِ محمد تک
سزا کوئی تجھے کیوں اے دلِ غمّاز دی جائے

نزاعی کیفیت میں ہے دل بیتاب کا عالم
دوا جینے کی کوئی اُس کو چارہ ساز دی جائے

جو گذری آج تک حاصل درِ آقا کی حسرت میں
میری اس عمرِ رفتہ کو ذرا آواز دی جائے

حسنِ احمدؐ کا ازل میں دل جو دیوانہ ہوا
زندگی کا اور بھی رنگین افسانہ ہوا

شمعِ توحید و رسالت کا جو پروانہ ہوا
وہ غمِ دنیا تو کیا دنیا سے بیگانہ ہوا

ہوش موسیٰ کے گئے اور طور جل کر رہ گیا
جب ذرا پردے سے ظاہر حسنِ جانانہ ہوا

کام آئے گی شفاعت یا عمل کی زندگی
کوئی محشر میں نہ ہوگا جانا پہچانا ہوا

پھر زبانِ حال پر ہے ذکر ابراہیمؑ کا
پھر کہیں تعمیر کیا کوئی صنم خانہ ہوا

کیا عجب ہے ساقیِ میخانہ محشر میں کہے
یہ وہی میکش ہے جس کے نام میخانہ ہوا

آپ کا جلوہ میری ہستی کا آئینہ بنا
جب شرابِ شوق سے لبریز پیمانہ ہوا

ہو گئیں حاصل مجھے کونین کی خوشیاں نصیب
جب محمدؐ سے عطا جنّت کا پروانہ ہوا

دولتِ دیں جو ملی کفر سے انجان ہوئے
آپ کی دید ہوئی زیست کے سامان ہوئے

یا نبیؐ آپ کے جو تابعِ فرمان ہوئے
یہ حقیقت ہے وہ سب صاحبِ عرفان ہوئے

آپ کے قدموں کا یہ فیض ہے اے شاہِ عربؐ
مرحلے راہِ محبّت کے سب آسان ہوئے

رشک تقدیر پہ اب اُن کی کرے گی شاہی
آستانِ شہہ والا کے جو دربان ہوئے

خُلقِ سرکار کا یہ بھی تھا اک ادنیٰ اعجاز
آدمیت سے جو بیزار تھے انسان ہوئے

خود بخود اُٹھ گئے نظروں سے حجابات تمام
عرش پر آپ جب اللہ کے مہمان ہوئے

میرا مذہب ہے یہی میرا عقیدہ ہے یہی
زندگی اُن کو ملی شہہ پہ جو قربان ہوئے

آپ کے خُلق و وفا کا یہ کرشمہ دیکھا
دُشمنِ دینِ خدا صاحبِ ایمان ہوئے

ہو جو دربارِ محمدؐ میں رسائی حاصل
پھر یہ سمجھوں گا کہ پورے میرے ارمان ہوئے

خوشی راس آئی نہ غم راس آیا
مجھے خُلقِ شاہِ اُمم راس آیا

نہ بھائیں بہاریں کسی گلستاں کی
مدینہ خدا کی قسم راس آیا

ملی منزلِ حق توسل سے اُن کے
مجھے اُن کا نقشِ قدم راس آیا

رہی اُس کے دِل میں نہ جنّت کی خواہش
جِسے وہ درِ محترم راس آیا

میسّر ہوئی جس کو اُن کی غلامی
اسے پھر نہ دورِ حشم راس آیا

ہوئیں یوں عیاں عظمتیں اُن کے در کی
وہاں سے اُٹھا تو حرم راس آیا

مسرت ملی مِٹ گئے غم جہاں کے
مجھے عشقِ شاہِ اُمم راس آیا

قرار آگیا بے قراری کو تیری
تجھے عرش اُن کا قدم راس آیا

اگر میری نعتیں ہوں مقبول حاصل
تو سمجھوں گا مجھ کو قلم راس آیا

اپنی قسمت کا بلندی پہ ستارا دیکھوں
میں جو دربارِ رسالت کا نظارا دیکھوں

کون دیتا ہے تلاطم میں سہارا دیکھوں
کس جگہ ڈوب کے اُبھروں گا دوبارا دیکھوں

وہ نظر بخش دو محبوبِ دو عالم مجھ کو
میں جدھر دیکھوں اُدھر جلوہ تمہارا دیکھوں

دردِ ہستی کے مداوے کو جو اُن کا غم ہو
صبر کی حد میں رہوں ضبط کا یارا دیکھوں

یا نبی چشمِ عنایت ہو ادھر تو میں بھی
غم کے طوفاں میں مسرت کا کنارا دیکھوں

کون سی شے ہے زمانے میں بتائے کوئی
جس کو عشق شہہ کو نین سے پیارا دیکھوں

میں یہ سمجھوں کہ مجھے مل گئی اپنی منزل
ان کی جانب سے جو طیبہ کا اشارا دیکھوں

یا شہہ کون و مکاں یہ تو بتا دو مجھ کو
آپ کے ہوتے ہوئے کس کا سہارا دیکھوں

بخش دیں چشمِ بصیرت جو شہہ دیں حاصل
ہند میں رہ کے مدینے کا نظارا دیکھوں

پھولوں کی نہ کلیوں کی نہ گلزار کی خوشبو
پھیلی ہے یہاں آپ کے انوار کی خوشبو

سانسوں میں بسی ہے شہِ ابرار کی خوشبو
مہکا گئی ہستی کو وہ اِک بار کی خوشبو

رہ رہ کے مجھے اپنی طرف کھینچ رہی ہے
طیبہ کے حسیں کوچہ و بازار کی خوشبو

منہ پھیر ہی لیتا ہے وہ دنیا کی مہک سے
آتی ہے جسے احمدِ مختار کی خوشبو

ہر آنکھ تمنائی ہے اس واسطے ان کی
تحلیل فضاؤں میں ہے دیدار کی خوشبو

مہکاتا ہے دنیا کو وہی اپنی مہک سے
جس شخص میں ہے آپ کے کردار کی خوشبو

جنّت کی فضا کا وہ طلب گار نہیں ہے
جس کو بھی ملی آپ کے گلزار کی خوشبو

حاصل وہ سرِ حشر بچائیں گے یقیناً
پہنچے گی جب آقا کو گنہ گار کی خوشبو

سر کے بل چلنا ہے لازم حق کا زینہ آگیا
اے دلِ وحشی ادب کر وہ مدینہ آگیا

جو نہ پیتے تھے کبھی اُن کو بھی پینا آگیا
لے کے جب ساقی کوئی جامِ مدینہ آگیا

کھو دیا جس نے خودی کو اُن کے شوقِ دید میں
یہ سمجھ لو اُس کو جینے کا قرینہ آگیا

ساحلِ اُمید پر واللہ یہ اُن کا کرم
دامنِ طوفاں سے کترا کر سفینہ آگیا

مل گیا ہے اس کو کوثر اور جنّت کا پتہ
آپ کے قدموں میں جو شاہِ مدینہ آگیا

لن ترانی مل چکا تھا ربِّ ارنی کا جواب
ضد پہ موسیٰ آئے زد میں طورِ سینا آگیا

تم نے اُلفت میں نبی کی طے کیا ہے یہ سفر
حاجیو تم کو مبارک ہو مدینہ آگیا

ہو گئی ہے جس پہ حاصلؔ شاہِ والا کی نظر
درحقیقت اس کو جینے کا قرینہ آگیا

دنیائے بے ثبات کے غم سے بچائیے
وقتِ مدد ہے یا شہہِ کونین آئیے

جس کے سبب غلامِ نبیؐ میں شمار ہو
دنیا میں کام ایسا کوئی کر دکھائیے

تم کو اگر ہے دولتِ انوار کی تلاش
نظروں کو پہلے دید کے قابل بنائیے

حالات کہہ رہے ہیں ابھی اور انتظار
جذبات کہہ رہے ہیں درِ شہہ پہ جائیے

طیبہ اگر نہیں ہے مقدر میں یا نبیؐ
بزمِ تخیلات میں تشریف لائیے

پھر دور ہو گی بزمِ تمنا کی تیرگی
شمعِ یقیں کو پہلے دلوں میں جلائیے

پاسِ ادب ہے تم کو اگر ان کے نام کا
حدِّ تعینات سے آگے نہ جائیے

حاصل ہے تم کو دولتِ عشقِ نبیؐ اگر
دنیا کے غم اٹھائیے اور مسکرائیے

پہلے جذبِ شوق سے اپنا قلم چوما کرو
بعد میں قرطاس پر نام نبیؐ لکھا کرو

آئینے کے سامنے اک آئینہ لایا کرو
جب تصور میں جمالِ مصطفےٰ دیکھا کرو

عاقبت کی زندگی پُر کیف رکھنی ہے تو پھر
بھول کر بھی تم نہ دل کو طالبِ دنیا کرو

حامئ دینِ نبیؐ ہو تم بفضلِ کبریا
گردشوں کے وقت بھی کچھ حوصلہ رکھا کرو

دوسروں کی راہ پر چل کر جہاں میں مومنو!
اپنی شانِ بے مثالی کو نہ تم رسوا کرو

تم سے کترا کر گذر جائیں گے طوفانِ الم
دِل میں عشقِ عظمتِ شاہِ اُمم پیدا کرو

بھیک دے کر اپنے جلوؤں کی بنامِ زندگی
اے مسیحِ دینِ حق بیمار کو اچھا کرو

جنت الفردوس کیا ہے بعد کی باتیں ہیں سب
تم تخیل میں دیارِ مصطفےٰ دیکھا کرو

وقف کر دو زیست حاصل ذکرِ احمدؐ کے لیے
کوئی کیا کہتا ہے تم سے تم نہ یہ سوچا کرو

گھٹن کی بات کیا کرنی کھلے منظر ہیں دم لے لے
بفیضِ عشق اٹھکر دہر سے بابِ حرم لے لے

رہینِ شوق دورانِ سفر دو پل کو دم لے لے
سکونِ دل کی حسرت ہے تو نامِ ذی حشم لے لے

جسے عشقِ نبیؐ میں مقصدِ ہستی کو پانا ہو
وہ دنیا کے اندھیروں سے اجالوں کا بھرم لے لے

ہر اک منزل تری منزل کا خود بڑھ کر پتہ دیگی
نگاہوں میں شہہ کونین کے نقشِ قدم لے لے

سمجھنی ہے اگر عشقِ شہہ کونین کی عظمت
مسرت سے کنارا کر زمانے بھر کے غم لے لے

جسے حق بات کہنی ہو یہاں تیغوں کے سائے میں
وہ دینِ مصطفےٰ کا اپنے ہاتھوں میں علم لے لے

کہا معراج کی شب حق نے جبریلِ امیں کہہ دو
میرا محبوب آتا ہے فلک بڑھ کر قدم لے لے

جسے دامن کو دینی ہو ضیا میدانِ محشر میں
وہ خود ہی اپنی چشمِ آرزو سے اشکِ نم لے لے

ملے گا اجر اس کا بارگاہِ حق سے اسے حاصلؔ
کہ نعتِ مصطفےٰ کہنے کو قرطاس و قلم لے لے

جب ہم نے خُلقِ محمدؐ پہ گفتگو کی ہے
دلِ حزیں نے مدینے کی آرزو کی ہے

— وہ جس نے اپنی تمنا لہو لہو کی ہے
قبائے زیست اسی شخص نے رفو کی ہے

سکوں ملے گا وہ طیبہ کی راہ میں دل کو
تلاش جس کی تخیّل نے کو بہ کو کی ہے

وہ دے رہی ہے پتہ عظمتِ محمدؐ کا
عطا خدا نے چمن میں جو گُل کو بُو کی ہے

نہ کی تلاش ہدایت کی روشنی جس نے
خراب اُس نے تو خود اپنی آبرو کی ہے

وہ سرفرازیاں پائے گا بابِ رحمت سے
نمازِ عشق ادا جس نے باوضو کی ہے

— درِ رسولؐ ہی یارب ہے مدعا اُس کا
تمام عمر تری جس نے جستجو کی ہے

سکونِ دل نہ ہو حاصل بھلا اُسے کیوں کر
حیات جس نے محبت سے سرخرو کی ہے

جب تک نظر میں آپ کا نقش قدم رہے
میری جبینِ شوق بھی سجدے میں خم رہے

دنیا کی فکر ہو نہ قیامت کا غم رہے
روشن اگر دلوں میں چراغ حرم رہے

جب تک حیات باقی ہے آنکھوں میں دم رہے
ذکر نبیؐ کا سلسلہ قائم بہم رہے

یارب ہمارے حال پہ تیرے کرم کے بعد
سلطانِ دو جہاںؐ کی نگاہ کرم رہے

دعویٰ ہے عشق شاہؐ امم کا تو مومنو
آنکھوں کے ساتھ دامن ہستی بھی نم رہے

گونجی صدا مدینے میں جب لا الٰہ کی
کعبہ میں بھی نہ تین سو تیرہ صنم رہے

جب تک نفس کا سلسلہ ہے جسم و جاں کے ساتھ
یارب زباں پہ مدحتِ شاہ امم رہے

نعت رسولؐ کہنے کے جذبے میں گم رہو
حاصل تمہارے ہاتھ میں جب تک قلم رہے

پیدا ہوئی ہے ذوقِ تمنّا میں حرارت
بخشی نگاہِ شوق کو جب تم نے بصارت

ہو کاش مجھے بابِ حرم سے یہ بشارت
آ شوق سے کر تو بھی مدینے کی زیارت

یوں خاک نوازی گئی سجدوں سے ازل میں
بخشی ہے اسے نورِ محمد نے طہارت

بس اتنا کرم مجھ پہ ہو یا شاہِ دو عالم
اُٹھے نہ کوئی روزِ جزا چشم حقارت

اسلام کے ارکان میں وہ ہو گئی شامل
لکھی ہے سرِ عرش معظم جو عبارت

بس ان کے لئے حق سے ہدایت کی دعا تھی
کُفار جو کرتے تھے محمدؐ سے شرارت

چھو آتی ہے روضے کو تصوّر میں نبی کے
دیکھے تو کوئی چشم تمنا کی جسارت

واللہ مرے دل کے نکل جائیں سب ارماں
حاصل ہو اگر مجھ کو مدینے کی زیارت

نگہ

اپنا مجھے بھی اب شہہِ ذیشاں بنائیے
اپنا بنا کے صاحبِ عرفاں بنائیے

ذکرِ نبیؐ کو حاصلِ ایماں بنائیے
یوں مشکلِ حیات کو آساں بنائیے

پھر دیکھیں کس طرح نہ ملے ساحلِ اُمید
کشتی کا مصطفےٰؐ کو نگہباں بنائیے

آجائے گا نگاہ میں پھر مقصدِ حیات
خود کو تو پہلے عاملِ قرآں بنائیے

جن کے لیئے وجود میں آئی ہے کائنات
دل اپنا اُن کے عشق کے شایاں بنائیے

ماتھے پہ مل کے خاکِ کفِ پائے مصطفےٰؐ
اپنی جبیں کو اور درخشاں بنائیے

عظمت ہو جس کی اہلِ جہاں کی نگاہ میں
خود کو اب اس طرح کا مسلماں بنائیے

بادِ صبا یہ کہنا شہہِ انبیا سے اب
حاؔصل کو بھی مدینے میں مہماں بنائیے

اِک منظر میں نہاں ہیں کتنے منظر دیکھنا
یہ کرشمہ بھی درِ احمدؐ پہ جا کر دیکھنا

پہلے دل میں مصطفیٰؐ کا روئے انور دیکھنا
وقت کے آئینے میں پھر اپنا پیکر دیکھنا

جس کو وہ چاہیں گے جنّت کا مکیں ہو جائیگا
عظمتِ شاہؐ اُمم تم پیش داور دیکھنا

ہم کو بھی بخشو خدارا اپنی جلوں کا شرف
ہم بھی ہیں اس آرزو میں بندہ پرور دیکھنا

زندگی کو خوش روی کی آگہی مل جائے گی
نقش پائے مصطفیٰؐ کو دل سے چھو کر دیکھنا

اک نظر تو ساقیٔ کوثرؐ کی ہو نے دیجیے
زندگی ہو جائے گی بہتر سے بہتر دیکھنا

پہلے دل میں عشقِ احمدؐ کی ادا پیدا کرو
پھر کہیں تم شانِ سلمانؓ و ابو ذرؓ دیکھنا

شغل حاصل کا ہے یہ تنہائی کے لمحات میں
بند آنکھیں کرنا اور طیبہ کا منظر دیکھنا

جس کی قسمت میں درِ شاہِ زمن ہوتا ہے
محفلِ خاص میں وہ جلوہ فگن ہوتا ہے

جس کا مقصود محمدؐ کا وطن ہوتا ہے
اہلِ دنیا سے جدا اُس کا چلن ہوتا ہے

جس کو ملتی ہے یہاں عشقِ نبیؐ کی دولت
ساری دنیا سے جدا اس کا چلن ہوتا ہے

یہ سبق دے گئے منصور انا الحق کہہ کر
حق بیانی کا صلہ دار و رسن ہوتا ہے

جس پہ ہوتی ہے حقیقت میں عنایت اُن کی
اہلِ دل اہلِ نظر اہلِ سُخن ہوتا ہے

مُسکراتے تھے یہ کہہ کہہ کے بلالِ حبشی
گرمئ عشق سے کب سرد بدن ہوتا ہے

آرزو خلد کی ہوتی نہیں اس کے دل میں
جس کی نظروں میں مدینے کا چمن ہوتا ہے

وہ سمجھتا ہے محبت کے مراتب حاصل
جو بھی عشقِ شہہ بطحٰیؐ میں مگن ہوتا ہے

بیتاب ہو رہا ہوں غم بے حساب سے
بادِ صبا یہ کہنا رسالت مآب سے

تعظیم کو فرشتے بڑھے اضطراب سے
اُن کا قدم جو اُترا فلک پر رکاب سے

اے غم گسارو لکھدو شہہِ انبیا کا نام
میرے کفن پہ بابِ حرم کی تُراب سے

دنیا کو میں بتاؤں یہ مقدور ہی نہیں
حق نے نوازا آپ کو کس کس خطاب سے

حاصل سکون دِل کو نہ ہوگا کسی طرح
جب تک رہیں گے دُور ہم اُن کی جناب سے

اچھے سنبھل کے گردشِ ایام سے کہو
بے دار ہو چکا ہے مسلماں بھی خواب سے

جس کے لئے ہوئی تھی یہ آرائشِ چمن
عالم مہک رہا ہے ابھی اُس گلاب سے

قربان کیوں نہ جائیں محمدؐ کے نام پر
درسِ وفا ملا ہے ہمیں بو تُراب سے

حاصل اُسے جہاں کے کسی میکدے سے کیا
نسبت ہے جس کو عشقِ نبیؐ کی شراب سے

عشقِ احمدؐ میں جو خود سے بے خبر ہو جائے گا
چشمِ رحمت میں وہ منظورِ نظر ہو جائے گا

صاحبِ عظمت زمانے میں وہ سر ہو جائے گا
جس کے سجدوں کو میسر اُن کا در ہو جائے گا

کوئی کیا لائے گا اُس کی خوش نصیبی کی مثال
جس کا شہہ کی رہ گذاروں سے گذر ہو جائے گا

یہ کسے معلوم تھا دنیا میں اک دُرِّ یتیم -
عظمتِ انسانیت فخرِ بشر ہو جائے گا

مانگ کر تو دیکھئے شہہ کے وسیلے سے ابھی
میرا دعویٰ ہے دعاؤں میں اثر ہو جائے گا

جذبۂ ذوقِ طلب صادق رہا تو ایک دن
آدمی نامعتبر بھی معتبر ہو جائے گا

دشمنِ دینِ خدا کی کاوشوں سے مومنو
کیا یہ نظمِ مصطفےٰ زیر و زبر ہو جائے گا

درس لے گا جو بھی خلقِ سرورِ کونین سے
اہلِ دل اہلِ وفا اہلِ نظر ہو جائے گا

کامیابی اُس کے چومے گی سرِ منزل قدم
جس کو بھی حاصل مدینے کا سفر ہو جائے گا

صبح بہار عظمتِ بیت الحرام بھی
یارب دکھا دیارِ محمدؐ کی شام بھی

حالِ دلِ تباہ سنانا مگر صبا
کہنا رسولِ پاکؐ سے میرا سلام بھی

اعمال دیکھے جائیں گے پیشِ خدا مگر
بخشش کا آسرا ہیں شہہ ذی مقام بھی

آقا کی دین کا کوئی احوال کیا کہے
اللہ سے دلاتے ہیں ان کے غلام بھی

معراج سے نوازے گئے اس کے ساتھ ساتھ
نبیوں کا اُن کو حق نے بنایا امام بھی

جنت کے خواب روح کی تسکین ہیں مگر
آنکھوں میں ہے بسا ہوا بیت الحرام بھی

فرمانِ کبریا ہے کہ ذکرِ نبی کے ساتھ
پڑھیئے بصد خلوص درود و سلام بھی

حاصلؔ کے سامنے دمِ رخصت میرے خدا
جنت کے ساتھ ہو درِ خیرالانام بھی

یوں تو پیغام الٰہی اور بھی لائے رسولؐ
سب سے افضل ہیں وہی جو بعد میں آئے رسولؐ

وہ شہہ پیغمبراں کیوں کر نہ کہلائے رسولؐ
جو حد ادراک سے آگے گذر جائے رسولؐ

تپ رہے تھے وقت کے ہاتھوں ستم کی دھوپ میں
دامنِ رحمت کے سائے میں ہمیں لائے رسولؐ

رہروِ ظلمت کو حق کی راہ پر آنا پڑا
عالم ہوش خرد پر اس طرح چھائے رسولؐ

وہ پکارا جائے گا مستِ ازل کے نام سے
جس کے پیمانے میں ڈھل جائے گی صہبائے رسولؐ

عظمتیں اس واسطے دونوں کی ہیں لازم مجھے
آنکھ شیدائے مدینہ دل ہے شیدائے رسولؐ

ظلمتوں میں نور کی شمعیں منوّر ہو گئیں
رحمت فخرِ دو عالم بن کے جب آئے رسولؐ

جن کے جلووں کی ضیاء زیبائشِ عالم ہوئی
اپنی خوش بختی سے حاصل ہم نے وہ پائے رسولؐ

وہ قافلے جو مدینے کی راہ سے گذرے
زہے نصیب ہماری نگاہ سے گذرے

رہِ طلب میں جو دنیا کی چاہ سے گذرے
وہ سر جھکائے تری بارگاہ سے گذرے

شرابِ عشقِ شہِ دیں کا آسرا لے کر
گذرنے والے سپید و سیاہ سے گذرے

نصیب بخش دے جس کو شعور کی منزل
وہ راہ رو نہ رہِ اشتباہ سے گذرے

صبا ہمارا بس ان سے سلام کہہ دینا
تو جب دیارِ شہِ ذی پناہ سے گذرے

ملی ہے تابِ نظر جن کو اُس کی رحمت سے
وہ کامیاب تری جلوہ گاہ سے گذرے

سمجھ گئے ہیں وہی لا الٰہ کا مقصد
جو اہلِ ہوش تری درس گاہ سے گذرے

یہ میری شومئی قسمت ہے قافلے والو
نظر بچا کے جو حالِ تباہ سے گذرے

ملی تھی دولتِ عشقِ نبیؐ جنھیں حاصل
ہمیشہ بچ کے وہ ہر اِک گناہ سے گذرے

عشق میں جو فنا نہیں ہوتا
اس کا مقصد ادا نہیں ہوتا

ذکر جو آپ کا نہیں ہوتا
حل کوئی مرحلہ نہیں ہوتا

درد اگر لا دوا نہیں ہوتا
زندگی کا مزا نہیں ہوتا

جس کو الفت نہیں محمدؐ سے
مومنِ با صفا نہیں ہوتا

جس کو کہتے ہیں لوگ دیوانہ
اپنے عالم میں کیا نہیں ہوتا

منزلِ عشق اُس کو ملتی ہے
جس کو اپنا پتا نہیں ہوتا

دل میں عشقِ نبیؐ نہ ہو جب تک
کوئی سجدہ ادا نہیں ہوتا

جب تک اُنؐ کی نظر نہیں ہوتی
بابِ رحمت بھی وا نہیں ہوتا

جس کو حاصل ہے عشق کی دولت
تم بتاؤ وہ کیا نہیں ہوتا

دِل سے شہہِ والا پہ جو قربان نہیں ہے
کہنے کو مسلماں ہے مسلمان نہیں ہے

ہاں پاس اگر دولتِ ایمان نہیں ہے
آسودگیِ روح کا سامان نہیں ہے

اعلان یہ کر دو کہ غلامانِ نبی ہیں
دنیا سے مٹانا ہمیں آسان نہیں ہے

اُس دِل کو مٹا دے گی زمانے کی تمنّا
دیدارِ نبی کا جِسے ارمان نہیں ہے

بدلی گئیں نازل جو رسولوں پہ ہوئی تھیں
وہ اور کتابیں ہیں یہ قرآن نہیں ہے

روکے گا درِ خلد پہ رضواں تو کہوں گا
ہوں خادمِ احمدؐ تجھے پہچان نہیں ہے

پہنچا دے مدینے یہ کرم کر میرے مولیٰ
نادار ہوں کچھ راہ کا سامان نہیں ہے

حاصل ہو میّسر جسے اُس در کی غلامی
کم رتبہ میں شاہوں سے وہ دربان نہیں ہے

جہاں میں سارے نظاروں نے کروٹیں بدلیں
جب آپ آئے بہاروں نے کروٹیں بدلیں

حضور کو میری کشتی کا ناخدا پاکر
بھنور بھی ٹھہرا کناروں نے کروٹیں بدلیں

جہانِ عشق میں پھر انقلاب آئے گا
اگر ہمارے سہاروں نے کروٹیں بدلیں

کمالِ ذوقِ طلب کا ہے یہ اثر شاید
حرم کی راہ گذاروں نے کروٹیں بدلیں

گئے جو عرش پہ نورالہدیٰ شب اسریٰ
قدم قدم پہ نظاروں نے کروٹیں بدلیں

قرار پا گیا اُن کے قدم سے عرشِ مجید
خوشی میں چاند ستاروں نے کروٹیں بدلیں

چمن میں آج کیا ہے کسی نے ذکر حضورؐ
روِش روِش جو بہاروں نے کروٹیں بدلیں

کبھی تو ہو گا محمدؐ کا آستاں حاصل
اِس آرزو میں ہزاروں نے کروٹیں بدلیں

بادۂ عشقِ نبی کا جو بھی میکش جام لے
رحمتِ ربِ علیٰ بھی اُس کو بڑھ کر تھام لے

کام یہ جذبِ طلب سے اے دلِ ناکام لے
دامنِ صبحِ ازل سے اُن کے در کی شام لے

ڈوب کر عشقِ نبی میں اے رہینِ جستجو
حادثوں سے انتقامِ گردشِ ایّام لے

ناخدا طوفان کی زد سے نکلنا ہے اگر
میں محمدؐ کو پکاروں تو خدا کا نام لے

دھوپ ہے رنج والم کی اے دلِ مضطر بتا
اُن کا بیمارِ محبت اَب کہاں آرام لے

بے خودی بن جائے گی رسوائیوں کا آئینہ
تو اگر مومن ہے تو ہوش و خرد سے کام لے

یہ کہا روزِ ازل اک صاحبِ اوصاف نے
چاہیئے دولت اگر تو دولتِ اسلام لے

زندگانی کے مراحل سے گزر جائے گا وہ
دامنِ محبوب داور کو جو بڑھ کر تھام لے

جو بھی دیکھے تجھ کو حاصلؔ شہ کا دیوانہ کہے
اِس ادا کی بے خودی کا اپنے سر الزام لے

دِل کو جو بخشے سکوں اُس نام کی باتیں کرو
ذکرِ دنیا چھوڑ دو اسلام کی باتیں کرو

ڈھل چکی صبحِ ازل تو زندگی کے رنگ ہیں
آرہی ہے شام اب تو شام کی باتیں کرو

چھوڑ دو ہر کام کو بس اپنے اپنے کام پر
جس سے محشر میں بنے اُس کام کی باتیں کرو

جو مئے عشقِ نبیؐ سے ہو کناروں تک بھرا
آج اے بادہ کشو اُس جام کی باتیں کرو

جس سے قایم ہو جہاں میں عظمتِ دینِ رسول
اُس کو کیوں بھولے ہو اُس پیغام کی باتیں کرو

کس تمنا میں ہیں گم اہلِ ہوس کیا دیکھنا
صاحبِ اسلام ہو اسلام کی باتیں کرو

وقتِ آخر ہو درِ خیرالوریٰ ہو سامنے
مجھ سے اے چارہ گرو اُس شام کی باتیں کرو

مقصدِ ہستی کی جانب ہم کو جو لے کر چلے
بانیٔ اسلام کے اس کام کی باتیں کرو

جس کو آقا کی قدم بوسی کا حاصل ہو شرف
مومنوں اس راہ کی اس گام کی باتیں کرو

پہلے ہونٹوں پہ محمدؐ کی ثنا آتی ہے
پھر کہیں جا کے میرے دل پہ جلا آتی ہے

جس کو عشق شہہ بطحاؐ کی ادا آتی ہے
راس کب اُس کو زمانے کی ہوا آتی ہے

اُس کی خوشبو سے مہکتا ہے میرے دل کا چمن
ہو کے مس جب درِ سرور سے صبا آتی ہے

روز پیتا ہوں فقط نامِ محمدؐ لے کر
میرے ساغر میں مئے ہوش رُبا آتی ہے

نور برسا کے سجا دیتی ہے صحنِ عالم
اُٹھ کے طیبہ سے جو رحمت کی گھٹا آتی ہے

عشقِ احمدؐ میں فنا ہو جا بقا کے طالب
میرے کانوں میں یہ جنّت سے ندا آتی ہے

اپنی ناکامیٔ تقدیر پہ رو لیتا ہوں
یاد جب مجھ کو مدینے کی فضا آتی ہے

عشقِ احمد میں اگر عزمِ سفر ہو محکم
منزلوں کو بھی سمٹنے کی ادا آتی ہے

باغِ طیبہ میں بہر کیف یقیں ہے حاصل
خلد کے خاص دریچوں سے ہوا آتی ہے

جو غمِ عشقِ شہہ کی بدولت نکھر گئی
وہ عالمِ شعور کو بیدار کر گئی

جب بھی درِ رسول کی جانب نظر گئی
حدِ تخیلات سے آگے گذر گئی

جس رہ گذر میں آپ کی گردِ سفر گئی
لے کر ہمیں بہشت میں وہ رہ گذر گئی

رو کر سناؤں گا شہہِ بطحا کو اپنا حال
تقدیر مجھ کو لے کے مدینے اگر گئی

بیشک جمالِ شاہ کے جلوؤں کی اک جھلک
میری شبِ سیاہ کو پُر نور کر گئی

ہم اس قدر ہیں راہِ تمنا سے سرفراز
ٹھہرے کہیں قدم کہیں منزل ٹھہر گئی

ناکامیوں نے شرم سے خود منھ چھپا لیا
اُن کے کرم سے جب مری قسمت سنور گئی

جلوہ دکھائیے گا شہہ دوسرا مجھے
یہ آرزو حیات کو پامال کر گئی

حاصل یہ سب نبیؐ کے وسیلے کا فیض ہے
بابِ قبول تک جو دعا بااثر گئی

ہر اِک رنج و الم حُسنِ مسرت سے بدل جائے
مرا ذوقِ نظر جو آپ کے جلوؤں کو چھو آئے

گھٹا رحمت کی عالم میں ابھی گھر کر برس جائے
جو اُن کا چاہنے والا کہیں ضد پہ اُتر آئے

نگاہِ شوق میں یا رب میری یہ بات کر پیدا
جدھر دیکھوں جمالِ شاہِ دو عالم نظر آئے

شرف ان کی قدم بوسی کا جن راہوں نے پایا ہے
تمنّا ہے انھیں راہوں میں جا کر دل بکھر جائے

ملے گی دولتِ کونین اُس کو بابِ رحمت سے
وسیلہ آپ کا دے کر جو دامن اپنا پھیلائے

کہیں ایسا نہ ہو اے صبحِ نو پیغام آنے تک
مریضِ دردِ الُفت درد کی حد سے گذر جائے

غلامِ سرورِ دیں ہوں خدا کی خاص رحمت ہے
تعجب کیا ہے جو ڈوبی ہوئی کشتی اُبھر آئے

وفورِ شوق دیوانے کو لایا تو سرِ منزل
تمہارا ہے یہ تم جانو کہیں ٹھوکر نہ کھا جائے

بہارِ خُلد بھی حاصل نہ اُن کو راس آئے گی
نگارِ گنبدِ خضریٰ جو نظروں میں بسا لائے

ہے جو اللہ کی پہچان وہ کیسا ہو گا
جس کے دم سے ہیں مسلمان وہ کیسا ہو گا

جس نے حق کا کیا اعلان وہ کیسا ہو گا
جس کی سب سے ہے جدا شان وہ کیسا ہو گا

خود سمجھ لیں گے یہ قرآن سمجھنے والے
جس پہ نازِل ہوا قرآن وہ کیسا ہو گا

مسندِ شاہی سے افضل ہے چٹائی جس کی
ہے جو کونین کا سلطان وہ کیسا ہو گا

ناز فرماتی ہے اسلام کی عظمت جس پر
جس پہ ہم لائے ہیں ایمان وہ کیسا ہو گا

اہل دل اہل محبت یہ نہ سمجھے اب تک
مدح خواں جس کے ہیں غِلمان وہ کیسا ہو گا

وجہہ تخلیق دو عالم بنی جس کی ہستی
جو مشیّت کا ہے ارمان وہ کیسا ہو گا

تا ابد راہِ صداقت کو سمجھنے کے لئے
جس نے بخشا ہمیں قرآن وہ کیسا ہو گا

بعد اللہ کے یہ سوچ رہا ہوں حاصل
سب سے افضل ہے جو انسان وہ کیسا ہو گا

جب تصور میں کبھی مختارِ کوثر آ گئے
میری نظروں میں حیاتِ نو کے منظر آ گئے

کفر کی ناکامیوں کے ذکر گھر گھر آ گئے
دینِ احمدؐ میں جو سلمانؓ و ابو ذرؓ آ گئے

جن کو بخشا ہے ازل میں حق نے نظمِ کائنات
وہ جہاں میں خُلق کا آئینہ بن کر آ گئے

مصطفیٰؐ کے ہاتھ سے جنّت کا پروانہ ملا
جب گنہ گارِ زمانہ پیشِ داور آ گئے

آپ کی چشمِ کرم حسنِ تجلی کے طفیل
میری آنکھوں میں سمٹ کر سارے منظر آ گئے

مل گئے نقشِ کفِ پائے نبیؐ جب راہ میں
زاویّے منزل کے مرکز پر سمٹ کر آ گئے

ہو گئی دنیا پہ جب حضرت کی چشمِ التفات
صبح کے بھولے ہوئے جتنے تھے سب گھر آ گئے

جن کو عشقِ مصطفیٰؐ سے آگہی حاصل ہوئی
اُن کے ہاتھوں میں مئے عرفاں کے ساغر آ گئے

بے وفاؤں کو بھی اندازِ وفا سکھلا دیا
گرد آلودہ جو شیشے تھے انھیں چمکا دیا

رازِ ہستی جس میں ہے پنہاں وہ آئینہ دیا
آدمی کو آدمیت کیا ہے یہ سمجھا دیا

کیوں نہ ہم قربان ہو جائیں شہِ کونین پر
آپ نے بھٹکے ہوؤں کو راستہ دِکھلا دیا

درحقیقت جو فسانہ ہم سے ہی منسوب تھا
ہم اسے بھولے کہیں تو آپ نے دہرا دیا

آپ کے نقشِ قدم پر تھے تو ہم بہکے نہیں
بارہا یوں تو نظامِ وقت نے دھوکا دیا

ہم میں وہ قوت کہاں تفصیل سے جو کہہ سکیں
اہلِ دل اہلِ نظر کو آپ نے کیا کیا دیا

جب چلے ہم دین کے پرچم کو لہراتے ہوئے
جذبۂ ذوقِ طلب نے راستہ دِکھلا دیا

آپ کے میخانۂ علم و ادب کا تھا جو جام
آج حاصل نے سرِ محفل اسے چھلکا دیا

بزمِ کونین کے مختار قریب آجاؤ
شوقِ دیدار ہے بیدار قریب آجاؤ

ہیں شفاعت کے طلب گار قریب آجاؤ
راہ تکتے ہیں خطاکار قریب آجاؤ

آپ کے لطف و کرم پہ ہے نظر شاہِ اُمم
بن کے اب مونس و غم خوار قریب آجاؤ

رہ نہ جائیں کہیں رسوائے زمانہ ہو کر
وقتِ امداد ہے سرکار قریب آجاؤ

جن کے قدموں سے ملی منزلِ عرفان آقا
تم ہو وہ قافلہ سالار قریب آجاؤ

قافلے والو درِ شاہ کی جانب ہم بھی
ساتھ چلنے کو ہیں تیار قریب آجاؤ

غم کی صورت میں نہ ڈھل جائے خوشی کا عالم
بے نواؤں کے مددگار قریب آجاؤ

یہ گذارش ہے مسیحِ غم دوراں تم سے
طالبِ دید ہے بیمار قریب آجاؤ

التجا ہے یہی حاصل کی محمدؐ تم سے
پھر تباہی کے ہیں آثار قریب آجاؤ

جب بھی ذکرِ حبیبؐ ہوتا ہے
اپنا عالم عجیب ہوتا ہے

وہ بہت خوش نصیب ہوتا ہے
جو بھی ان کے قریب ہوتا ہے

ان کی فرقت کا غم نہ دے یارب
غم کا سایہ مہیب ہوتا ہے

وہ سمجھتا ہے مقصدِ ہستی
جو مکمل ادیب ہوتا ہے

اُس پہ رحمت برستی ہے پیہم
جو فدائے حبیبؐ ہوتا ہے

اُن کی محفل میں کیف کا عالم
بس عجیب و غریب ہوتا ہے

اُن کا صدقہ ہے ورنہ دنیا میں
کون کس کے قریب ہوتا ہے

کوئی خلوت میں کوئی جلوت میں
وقفِ یادِ حبیب ہوتا ہے

مجھکو دربارِ مصطفٰےؐ حاصل
دیکھئے کب نصیب ہوتا ہے

تجلیاں وہ جمالِ نبیؐ نے بکھرا دیں
فضائیں گلشنِ عالم کی جس نے شرما دیں

گھٹائیں لطف و کرم کی جو حق نے برسا دیں
بہارِ خلد کی رعنائیاں سی پھیلا دیں

فروغِ دین کی خاطر شہہ دو عالم نے
جو مردہ روحیں تھیں حسنِ عمل سے وہ گرما دیں

وہ بارگاہِ الٰہی میں ہو گئیں مقبول
نبیؐ کے عشق میں دو پیالیاں جو چھلکا دیں

بلایا حق نے محمدؐ کو جب شبِ معراج
تمام گردشیں کون و مکاں کی ٹھہرا دیں

نبیؐ کے عشق نے جس دل کو بھی جلا بخشی
تمام دولتیں دنیا کی اُس نے ٹھکرا دیں

عمل سے زندگی بنتی ہے زندگی سے عمل
یہ باتیں ہم کو شہہ دو جہاں نے سمجھا دیں

ہماری عظمتیں عشقِ نبیؐ کی عظمت نے
اٹھائیں خاک سے اور آسماں پہ پہنچا دیں

وہ نورِ سرورِ کونین ہی تو ہے حاصل
سیاہ بختوں کی تقدیریں جس نے چمکا دیں

کلی کا رنگ کھلے گل کا پیرہن مہکے
نبیؐ کا ذِکر اگر ہو تو کُل چمن مہکے

گلاب مہکے سمن مہکے نسترن مہکے
کھلے جو نام محمدؐ پہ وہ دہن مہکے

نظر میں رکھیں جو ہم روشنی ہدایت کی
دلوں میں سیرتِ محبوبِ ذوالمنن مہکے

فضائے گنبدِ خضریٰ اگر ہو پیشِ نظر
مری شکستِ تمنّا کا بانکپن مہکے

خدا بھی کہتا ہے خود وجہہ کائنات جنھیں
سجے جو نام سے اُن کے وہ انجمن مہکے

صبا سنائے جو آکر پیامِ شاہِ اُمم
ہماری صبحِ مسرت کی ہر کرن مہکے

پڑھیں درود جو ہم نام مصطفےٰؐ سُن کر
خیال مہکے زباں مہکے اور سخن مہکے

درِ نبیؐ پہ اگر سر جھکے مقدر سے
جبینِ ذوقِ طلب مثلِ نسترن مہکے

کرم ہے خاص شہہ دوسرا کا حاصل پر
ہر انجمن میں نہ کیوں اس کا فکر وفن مہکے

جن پہ اترا خدا کا کلام آخری
ہیں وہ پیغمبروں کے امام آخری
زندگی کو ملے یہ مقام آخری
آستانِ نبیؐ پر ہو شام آخری

موت اُس وقت آئے خدایا مجھے
جب زباں پہ ہو آقا کا نام آخری

جس سے رہ جائے عقبیٰ میں بھی آبرو
ایسا کر جائیے کوئی کام آخری

شامِ غربت اجل بن گئی یا نبیؐ
لو یہیں سے ہمارا سلام آخری

سر زمینِ مدینہ ہے پیشِ نظر
آرہا ہے ادب کا مقام آخری

بخش دی اس نے دینِ نبیؐ کو جِلا
پی گیا جو شہادت کا جام آخری

ذکرِ احمدؐ میں ہم جس سے ہو جائیں گم
ایسا حاصلؔ سناؤ کلام آخری

"نعت" محض ایک لفظ نہیں۔ بلکہ ایک تاریخ، ایک تہذیب، ایک صنفِ سخن اور گہوارۂ ایمان ہے۔ سرکارِ دو جہاں، حضورِ اکرم محمدؐ رسول اللہ صلعم نے اپنی مدح کے لیے پہلی بار اِس لفظ کو۔ خود ہی استعمال کیا تھا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ مولائے کائنات حضرتِ علیؓ نے اپنے لیے، وصفِ رسول بیان کرتے ہوئے لفظ "ناعت" کا استعمال کیا تھا۔ اس لیے "نعت" ایک مقدس اور محترم صنفِ شعر ہے اور مداحِ رسول ہونا یعنی حضورؐ کا ناعت ہونا اپنی جگہ بہت بڑی بات ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ حاؔصل سنبھلی صاحب نے دل کش نعتیں لکھ کر خود کو ناعتِ رسول ثابت کیا ہے۔ اور اپنے اِس منصب کے ساتھ حتی المقدور انصاف کرنے کی کوشش کی ہے۔

ایک طرف نعت سرکارِ دو جہاںؐ کے عشق، مکارمِ اخلاق، روحانی و مادی پہلوؤں کے اظہار اور قرآن و حدیث کی تعلیمات کی جامع اور مستند پیش کش پر منحصر ہے اور دوسری طرف شاعری کے فنی اور جمالیاتی تقاضوں کے بدرجۂ احسن پورا کرنے پر موقوف ہے۔ اس لیے فنِ نعت نگاری کو اپنی موضوعی اور فنی خوبیوں کی بنیاد پر ایک دُو دھاری تلوار کہا جا سکتا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ حاؔصل سنبھلی نے ایک شاعرِ کار آگاہ کی طرح اس فن کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔

حاؔصل کی نعتوں میں، فنی چابک دستی، فن کارانہ رکھ رکھاؤ، موضوعی تنوع اور روایت کی روشنی ملتی ہے۔ یہی خوبیاں حاؔصل سنبھلی کی نعتوں کا جواز فراہم کرتی ہیں "نگارِ رحمت" اردو کی نعتیہ شاعری میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ انشا اللہ یہ مجموعۂ سخن مقبول ہوگا۔

پروفیسر عنوان چشتی

سجادہ نشین: درگاہ حضرت شاہ ولایت منگلوریؒ

سربراہ: شعبہ ہائے انسانیات و لسانیات جامعہ ملیہ اسلامیہ

نئی دہلی۔